ماہنامہ
نقیبِ ختمِ نبوّت ملتان
۱۱ ذوالقعدہ ۱۴۲۹ھ ـــ نومبر ۲۰۰۸ء

بیاد
ابنِ امیرِ شریعت
سیّدِ عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

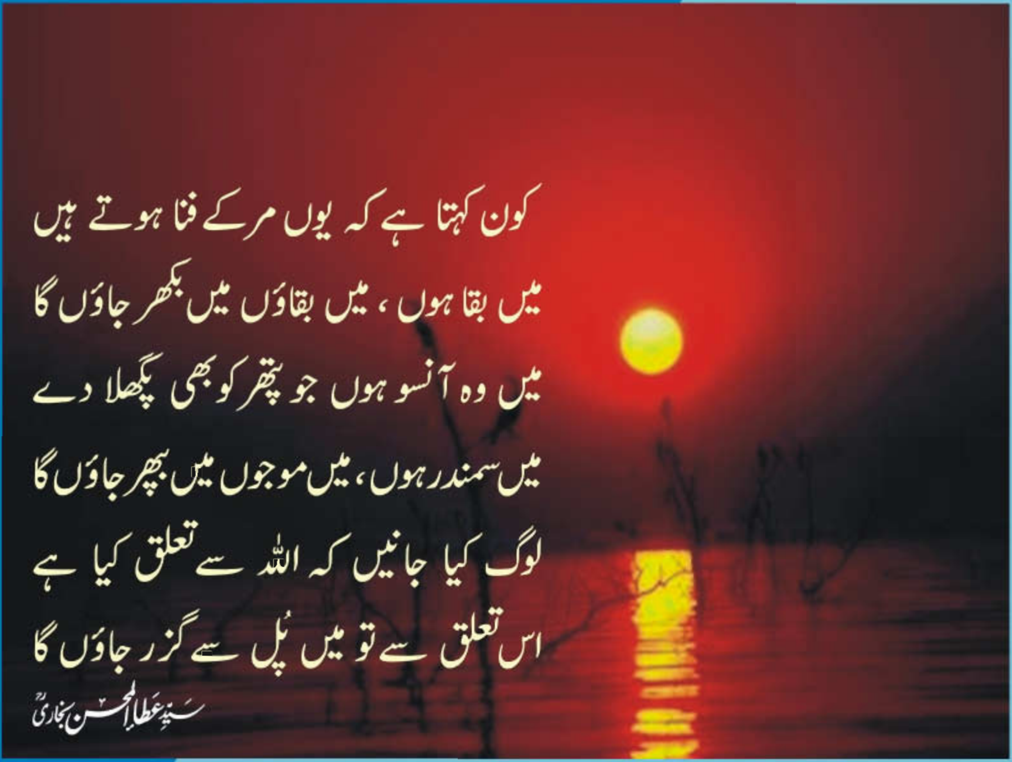

- وقت بدلے گا تو......
- طوطا چشم رہنما، سادہ لوح قوم، بے قابو حالات
- فلسطین، اسرائیل اور سر ظفر اللہ خان
- تہذیبوں کے عروج و زوال میں علم کا کردار

نورِ ہدایت

القرآن

کافروں سے دوستی؟

''اے ایمان والو! تم اہل ایمان (مسلمانوں) کو چھوڑ کر کافروں کو دوست نہ بناؤ۔ کیا تم چاہتے ہو کہ (ایسا کرکے) تم اپنے خلاف کھلا ہوا ثبوت اللہ تعالیٰ کے لیے فراہم کردو۔''

(النساء:۱۴۴)

الحدیث

بچے کو سب سے پہلی تلقین

''حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اپنے بچوں کی زبان سے سب سے پہلے ''لا الٰہ الا اللہ'' کہلواؤ اور موت کے وقت اُن کو اسی کلمہ ''لا الٰہ الا اللہ'' کی تلقین کرو۔''

(معارف الحدیث بحوالہ بیہقی ۶/۳۲، کنز العمال رقم ۴۵۳۳۳)

الآثار

''اس میں شک نہیں کہ پاکستان کی نظریاتی اساس اسلام ہے، مگر گزشتہ ۳۶ برس میں نظریۂ پاکستان کو محض سیاسی اتار چڑھاؤ، جماعتی مفادات اور ذاتی انانیت پر قربان کیا گیا۔ ایسا کیوں ہوا؟ اس کی بڑی ذمہ داری اُن سیاست دانوں اور فوجی حکمرانوں پر عائد ہوتی ہے جو اپنی سیاسی عمر مغربی طرز کی سیاسی مصلحتوں کا شکار ہو کر گزار رہے ہیں۔ ان کا قول و عمل دین و سیاست کو ایک لڑی میں پرونے کی بجائے ان فکری تحریکوں کا ساتھ دے رہا ہے جو صحیح اسلامی سیاست سے بالواسطہ یا بلاواسطہ متصادم ہیں۔ جس کے نتیجے کے طور پر ملک میں لادین عناصر کو پاؤں پھیلانے کا موقع ملا اور انھوں نے اپنے غلط افکار و نظریات اور باطل عقائد کے ذریعے پاکستان کی نظریاتی اور جغرافیائی سرحدوں کو نقصان پہنچانے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیا۔ ان حالات کا تقاضا یہ ہے کہ دینی فکر رکھنے والے سیاست دان اور محبِّ وطن جماعتیں متحد ہو کر لادین عناصر کے سیلاب کے آگے بند باندھنے کے لیے اپنی جدوجہد تیز سے تیز تر کردیں اور مملکتِ خداداد پاکستان کو ایک سچی اسلامی اور فلاحی ریاست بنانے کے لیے عہد ساز لائحہ عمل کے تحت مطلوبہ مقاصد کے حصول کے لیے سرگرمِ عمل ہو جائیں۔''

ابنِ امیرِ شریعت سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

(ہفت روزہ ''چٹان'' لاہور، ۸ تا ۱۵ اگست ۱۹۸۳ء)

ماہنامہ

نقیبِ ختم نبوت ملتان

جلد 19 شمارہ 11 | ذوالقعدہ 1429ھ / نومبر 2008ء

Regd.M.NO.32, I.S.S.N.1811-5411

بنیاد: سید الاحرار حضرت امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری نوراللہ مرقدہ

بانی: ابنِ امیرِ شریعت سیّد عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

زیرِ سرپرستی: حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ

ابنِ امیرِ شریعت حضرت پیر جی سیّد عطاء المہیمن بخاری

مدیر مسئول: سیّد محمد کفیل بخاری

رفقائے فکر: پروفیسر خالد شبیر احمد، عبداللطیف خالد چیمہ، سیّد یونس الحسنی، مولانا محمد مغیرہ، محمد عمر فاروق

آرٹ ایڈیٹر: محمد الیاس میراں پوری

ilyas_miranpuri@yahoo.com
ilyasmiranpuri@gmail.com

سرکولیشن منیجر: محمد یوسف شاد

زرِ تعاون سالانہ

اندرونِ ملک ——— -/200 روپے
بیرونِ ملک ——— -/1500 روپے
فی شمارہ ——— -/20 روپے

ترسیلِ زر بنام ماہنامہ نقیبِ ختم نبوت

100-5278-1

0278

رابطہ: دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان
☎061-4511961

تذکیہ

دل کی بات:	طوطا چشم رہنما، سادہ لوح عوام، بے قابو حالات	مدیر	2
شذرہ:	متحدہ تحریک ختم نبوت رابطہ کمیٹی کا قیام	عبداللطیف خالد چیمہ	3
دین و دانش:	درسِ حدیث	مولانا عبداللطیف مدنی	5
〃	حج کی حقیقت	مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ	8
〃	''دعائے فاروقی''	انتخاب: ذوالکفل بخاری	11
بازگشت:	''کیا سمجھے گا وہ جس کی رگوں میں ہے لہو سرد''	سید عطاء المحسن بخاریؒ	12
افکار:	وقت بدلے گا تو......	ذوالکفل بخاری	14
〃	تہذیبوں کے عروج و زوال میں علم کا کردار	مولانا محمد عیسیٰ منصوری	17
شاعری:	نعت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم	پروفیسر خالد شبیر احمد	24
〃	موت کو آتی نہیں ہے موت	جعفر بلوچ	25
〃	بیادِ اقبالؒ	شورش کاشمیریؒ	26
ردّ قادیانیت:	''کیا کسی کو پھر کسی کا امتحاں مقصود ہے''	پروفیسر خالد شبیر احمد	27
〃	فلسطین، اسرائیل اور سر ظفر اللہ خان (دوسری قسط)	پروفیسر مشتاق خان کیانی	31
〃	آئینہ کیوں نہ دوں کہ تماشا کہیں جسے	ادارہ	39
〃	انڈونیشیا میں قادیانیوں پر پابندی لگانے کا اعلان	میاں علی رضا	43
خصوصی مطالعہ:	کتاب سازی کی فضا میں تصنیف	مولانا محمد ازہر	47
ادبیات:	سید عطاء المحسن بخاری کا اسلوبِ نگارش	محمد الیاس میراں پوری	50
اخبار الاحرار:	مجلس احرار اسلام کی سرگرمیاں	ادارہ	54
ترمیم:	مسافرانِ آخرت	ادارہ	63

majlisahrar@hotmail.com
majlisahrar@yahoo.com
www.mahrar.com

تحریک تحفظ ختم نبوۃ شعبۂ تبلیغ مجلس احرار اسلام پاکستان

مقامِ اشاعت: دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان ناشر: سید محمد کفیل بخاری طابع: تشکیل نو پرنٹرز

Dar-e-Bani Hashim, Mehrban Colony, Multan.(Pakistan)

دل کی بات　　مدیر

طوطا چشم رہنما، سادہ لوح عوام، بے قابو حالات

ہمارا شاندار ماضی ہم پر طعنہ زن، حال تمسخر اڑا رہا ہے اور روشن مستقبل ہمارے سائے سے بھی گریزاں، لرزاں اور ترساں ہے۔ بدقسمتی ہے کہ قیامِ پاکستان سے لے کر اب تک اکسٹھ برسوں میں ہمیں مخلص اور دیانت دار سیاسی قیادت میسر نہ آسکی۔ طوطا چشم رہنماؤں نے سادہ لوح قوم کو جھوٹے وعدوں اور سیاسی کہہ مکرنیوں کی سان پر چڑھا کر، ترقی وخوشحالی کے سبز باغ دکھا کر جی بھر کے لوٹا اور بے وقوف بنایا۔ نتیجتاً حالات بے قابو ہو رہے ہیں۔ ریاست اپنے قیام کا جواز کھو رہی ہے اور حکمرانوں کے بقول ملک ہاتھ سے نکل رہا ہے۔

آصف زرداری اور نواز شریف کے درمیان تحریری معاہدہ ہوا، دونوں نے دستخط کیے کہ ایک ماہ میں ججز بحال ہو جائیں گے۔ یوسف رضا گیلانی نے وزیر اعظم منتخب ہوتے ہی پارلیمنٹ میں اس وعدے کو پورا کرنے کا اعلان کیا، مگر آصف زرداری نے صدر بنتے ہی کہا کہ یہ معاہدہ کوئی صحیفہ نہیں تھا۔

مہنگائی ختم کرنے کی بجائے عوام کو پہلے سے دی گئی رعایتیں بھی ختم کر دی گئیں۔ پہلے آٹا غائب کیا گیا پھر اس کی قیمت بڑھا دی گئی۔ بجلی کے نرخ اتنے بڑھا دیئے گئے کہ عوام کی چیخیں نکل گئیں۔ لوگوں نے واپڈا کے دفاتر اور بل نذرِ آتش کر دیئے۔ گیس، پانی، تیل غرض عام اشیاء خورنی کی قیمتیں بھی عوام کی قوتِ خرید سے باہر ہو گئیں۔ ایسا لگتا ہے کہ نئی حکومت کا ایجنڈا اب یہ ہے کہ کسی کا گھر روشن ہو نہ چولہا جلے۔ بجلی اور گیس کی لوڈشیڈنگ اور قیمتوں میں اضافے نے عوام کو ناشتہ یا ایک وقت کا کھانا چھوڑنے پر مجبور کر دیا ہے۔

امن وامان کی صورت حال بدستور پریشان کن ہے۔ قبائلی علاقوں میں امریکی طیارے بھی میزائل اور بم برسا رہے ہیں اور پاک فضائیہ بھی۔ ہم اپنی سرزمین پر اپنے ہی بھائیوں کو مار رہے ہیں۔ پارلیمنٹ نے ''اِن کیمرہ بریفنگ'' میں دہشت گردی سے نمٹنے کے لیے ایک متفقہ قرارداد منظور کی ہے جسے بڑا کارنامہ قرار دیا جا رہا ہے جبکہ مسٹر باؤچر عین اسی موقع پر پاکستان آئے اور کہا کہ جب تک قبائلی ہتھیار نہیں ڈالتے امریکی حملے جاری رہیں گے۔ قرارداد تو متفقہ طور پر منظور ہو گئی لیکن اصل کام اس پر عمل درآمد ہے۔ مہذب دنیا اپنے مسائل مذاکرات کے ذریعے حل کر رہی ہے جبکہ یہاں بم اور میزائل برسا کر مسائل حل کرنے کی کوششیں ہو رہی ہیں۔ ملکی معیشت تباہ ہو چکی ہے۔ لوگ بینکوں سے سرمایہ نکال رہے ہیں، حکمران پھر کشکول اٹھا کر آئی ایم ایف کے دروازے پر ''دے جا سخیا'' کا راگ الاپ رہے ہیں۔ فرینڈز آف پاکستان نے بھی ٹکا سا جواب دے دیا ہے اور پھوٹی کوڑی تک نہیں دی۔ طوطا چشم رہنما کب تک سادہ لوح عوام کو بے وقوف بناتے رہیں گے۔ حالات بے قابو ہو رہے ہیں۔ حکمرانوں نے ہوش کے ناخن نہ لیے تو موجودہ منظر بدلنے میں زیادہ دیر نہیں لگے گی۔

سوچنے کی بات یہ ہے کہ اگر سب کچھ بدل گیا تو پھر وہ کہاں ہوں گے اور عوام کہاں ہوں گے؟

عبداللطیف خالد چیمہ *

متحدہ تحریک ختم نبوت رابطہ کمیٹی کا قیام

عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور قادیانیوں کی اسلام و وطن دشمن سرگرمیوں کے سد باب کے لیے تمام مکاتبِ فکر کا ایک پلیٹ فارم پر اکٹھے ہو کر جدوجہد کو منظم کرنا ہم سب کی روایت رہی ہے۔

۱۹۵۳ء میں حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ نے تمام مکاتبِ فکر اور دینی حلقوں کو مجلس احرار اسلام کی میزبانی میں ''کل جماعتی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت'' کے پلیٹ فارم پر یکجا فرمایا۔ ۱۹۷۴ء اور ۱۹۸۴ء میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی میزبانی میں ''کل جماعتی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت'' پوری طرح سرگرمِ عمل ہوئی۔ اب جبکہ پھر فتنۂ ارتداد سر اٹھا رہا ہے، سابق صدر پرویز کے دورِ اقتدار میں قادیانی فتنے کو پوری طرح پروان چڑھایا گیا اور موجودہ حکومت کے اقتدار سنبھالنے کے بعد قادیانی اور ان کے پشت پناہ حلقے اور زیادہ سرگرم ہو گئے۔ پیپلز پارٹی اور ایم کیو ایم قادیانیوں کو مکمل شیلٹر فراہم کر رہی ہیں اور ۱۹۷۴ء والی قرارداد اقلیت اور ۱۹۸۴ء والے امتناعِ قادیانیت ایکٹ کو ختم یا غیر مؤثر کرنے کی سازشیں ہو رہی ہیں۔ ان سازشوں کے تانے بانے بین الاقوامی طاقتوں اور لابیوں سے ملتے ہیں۔ اسرائیلی فوج میں چھ سو پاکستانی قادیانیوں کا صہیونی خدمات انجام دینے اور تل ابیب میں قادیانی مشن کی سرگرمیاں کوئی راز نہیں رہا۔ قومی سلامتی کونسل کے سابق سیکرٹری جنرل اور سابق صدر پرویز مشرف کے معتمدِ خاص طارق عزیز کو انڈیا میں سفیر کے طور پر متعین کرنے اور ایوانِ صدر کے لیے طارق عزیز کی خدمات حاصل کرنے کی خبریں بھی منظر عام پر آ چکی ہیں۔ نیز طارق عزیز اور مشیرِ داخلہ رحمٰن ملک کی مبینہ عزیز داری کو چھپانا ممکن نہیں رہا۔ صدر آصف علی زرداری کو خوب یاد ہو گا کہ گزشتہ دور میں جب وہ زیرِ عتاب تھے تو ان کے خلاف مقدمات میں قادیانی لابی اور قادیانی وکلاء کا کتنا اہم کردار رہا ہے اور وہ وہ کتنے سرگرم تھے۔ سابق حکمران پارٹی کے سیکرٹری جنرل مشاہد حسین سید نے قومی انتخابات سے پہلے امریکہ میں یہ بیان دیا تھا کہ ''قانونِ توہین رسالت (صلی اللہ علیہ وسلم) میں انتخابات کے بعد ترمیم کی جائے گی۔'' نئی حکومت نے ایوانِ صدر کو قادیانیت کی آماجگاہ بنا دیا ہے۔ قادیانی اور قادیانی نواز سفارت کار بیرونی سفارت خانوں میں متعین کیے جا رہے ہیں۔ وزارتِ خارجہ اور دیگر اہم ترین اور پالیسی ساز اداروں میں قادیانی بھرتی زوروں پر ہے۔ قادیانی سربراہ مرزا مسرور احمد نے اسی مہینے کے تیسرے عشرے میں برطانوی پارلیمنٹ ہاؤس میں تیس سے زائد ارکان پارلیمنٹ سے قادیانی جشن صد سالہ کے حوالے سے خطاب کیا۔ اس تقریب میں پاکستان کے علاوہ انڈونیشیا کو بھی خاص طور پر تنقید کا نشانہ بنایا گیا کہ ان ممالک میں قادیانیت کی تبلیغ پر پابندی ہے۔ مرزا مسرور احمد نے اس موقع پر کہا کہ احمدی جماعت، اسلام کی اصل نمائندہ جماعت ہے۔ ہماری رائے میں یہ سب کچھ اُسی انٹرنیشنل لابنگ کا حصہ ہے جو قادیانی اسلام اور پاکستان کے خلاف کر رہے ہیں۔

* سیکرٹری جنرل مجلس احرار اسلام پاکستان

اِنہی حالات کوملحوظ رکھتے ہوئے بعض سرکردہ حضرات کی مشاورت سے یہ طے پایا کہ ''کل جماعتی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت'' کے دیرینہ اور مشترکہ پلیٹ فارم کا احیاء ہونا چاہیے اور اس کے لیے ممکن حد تک تھوڑی بہت کوشش بھی کی گئی۔ حضرت الامیر مولانا خواجہ خان محمد دامت برکاتہم عالیہ (اللہ ان کو صحت عطاء فرمائیں) اگر بیمار نہ ہوتے تو ہم براہِ راست اُن سے درخواست کرتے کہ وہ حکم فرمائیں، لیکن ایسا ممکن نہ تھا۔ چنانچہ پاکستان شریعت کونسل کے سیکرٹری جنرل مولانا زاہد الراشدی، انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ پاکستان کے امیر مولانا محمد الیاس چنیوٹی اور مجلس احرار اسلام کے سیکرٹری جنرل کی حیثیت سے راقم الحروف نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، جمعیت علماء اسلام، جمعیت علماء پاکستان، جماعتِ اسلامی، جمعیت اہل حدیث، تنظیم اسلامی اور خاکسار تحریک سمیت دیگر جماعتوں اور متعدد سرکردہ شخصیات کو دعوت دی کہ وہ ۱۹؍اکتوبر ۲۰۰۸ء کو دفتر احرار لاہور میں مشاورتی اجلاس میں شرکت فرمائیں۔ چنانچہ قائدِ احرار سید عطاء المہیمن بخاری کی صدارت میں منعقدہ اجلاس میں طویل مشاورت کے بعد مشترکہ اعلامیہ جاری کیا گیا (اعلامیہ اس اشاعت میں شامل ہے) اور کل جماعتی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے دوبارہ احیاء کو وقت کی ضرورت قرار دیا گیا۔ مجلس عمل کے قائدین سے اپیل کی گئی کہ وہ اس مشترکہ فورم کو دوبارہ متحرک کرنے کے لیے جلد پیش رفت فرمائیں۔ اس کے ساتھ ہی یہ فیصلہ بھی ہوا کہ کل جماعتی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے دوبارہ متحرک اور منظّم ہونے تک جدوجہد کے آغاز کے لیے ''متحدہ تحریک ختم نبوت رابطہ کمیٹی'' قائم کی جائے گی جو ابتدائی طور پر دینی جماعتوں کے درمیان اس سلسلہ میں رابطہ وتعاون بڑھانے اور رائے عامہ کو منظّم کرنے کے لیے کام کرے گی۔ چنانچہ ۱۹؍اکتوبر کے مشترکہ اجلاس کے داعی مولانا زاہد الراشدی، مولانا محمد الیاس چنیوٹی اور راقم نے مختلف دینی جماعتوں کے ساتھ مشاورت کے بعد ۱۶ رکنی نمائندہ رابطہ کمیٹی کا اعلان کر دیا ہے اور ان شاء اللہ تعالیٰ نومبر کے وسط میں ایک باضابطہ اجلاس بلا کر تفصیلی پروگرام کا اعلان کیا جائے گا۔

ہماری درخواست ہے کہ تمام دینی حلقے صورتحال کی سنگینی کا احساس فرماتے ہوئے اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کے لیے سنجیدگی کا مظاہرہ فرمائیں اور بغیر کسی مصلحت یا سیاسی مجبوری کے ماضی کی طرح تحریک ختم نبوت کو از سر نو منظّم کرنے کے لیے اپنی بہترین صلاحیتوں کو بروئے کار لائیں۔

اللہ تعالیٰ آپ اور ہم سب کو جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منصبِ رسالت وختم نبوت کے تحفظ کے لیے یک جان ہو کر جدوجہد کی توفیق سے نوازے۔ آمین، یارب العالمین!

اعتذار

''نقیبِ ختم نبوت'' (بابت جولائی ۲۰۰۷ء مطابق جمادی الثانی ۱۴۲۸ھ، جلد ۱۸، شمارہ ۷) میں انیف کاشر کا مضمون بعنوان ''تری پرواز لولاک نہیں ہے'' شائع ہوا تھا۔ جس پر ہمارے بہت سے قابل احترام مہربانوں کو شکوہ پیدا ہوا جو اُن کا حق تھا۔ ہم اُس مضمون کی اشاعت پر تہہ دل سے معذرت خواہ ہیں۔ (ادارہ)

مولانا عبداللطیف مدنی
استاذ الحدیث جامعہ عربیہ چنیوٹ

طالب علم کے لیے وصیت کرنے کا بیان

بابُ مَا جَاءَ فِی الْاِسْتِیْصَاءِ بِمَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ

حَدَّثَنَا سُفْیَانُ بْنُ وَکِیْعٍ نَا اَبُوْ دَاوٗدَ الْحَفرِیُّ عَنْ سُفْیَانَ عَنْ اَبِیْ هَارُوْنَ قَالَ کُنَّانَاتِیْ اَبَا سَعِیْدٍ فَیَقُوْلُ مَرْحَبًابِوَصِیَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ النَّاسَ لَکُمْ تَبَعٌ وَ اِنَّ رِجَالاً یَّاْتُوْنَکُمْ مِنْ اَقْطَارِ الْاَرْضِ یَتَفَقَّهُوْنَ فِی الدِّیْنِ وَاِذَا اَتَوْکُمْ فَاسْتَوْصُوْابِهِمْ خَیْرًا قَالَ عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ یَحْیَی بْنُ سَعِیْدٍ کَانَ شُعْبَةَ.

یُضَعِّفُ اَبَاهٰرُوْنَ الْعَبْدِیَّ قَالَ یَحْیَی وَمَازَالَ ابْنُ عَوْنٍ یَرْوِیْ عَنْ اَبِیْ هَارُوْنَ الْعَبْدِیِّ حَتّٰی مَاتَ وَاَبُوْ هٰرُوْنَ اِسْمُهٗ عُمَارَةُ بْنُ جُوَیْنٍ

ترجمہ: ابوہارون کہتے ہیں کہ ہم ابوسعید رضی اللہ عنہ کے پاس (علم سیکھنے کے لیے) جایا کرتے تھے تو وہ فرماتے ”مرحبا“، یعنی میں تمھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت کے مطابق خوش آمدید کہتا ہوں۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگ تمہارے (یعنی صحابہ کے) تابع ہیں اور بہت سے لوگ دین سمجھنے کے لیے اطرافِ عالم سے تمہارے پاس آئیں گے جب وہ تمہارے پاس آئیں گے تو ان کے ساتھ بھلائی کا معاملہ کرنا۔

تشریح: صحابہ کرام کو یہ بتانا مقصود ہے کہ میرے بعد چونکہ تمہاری ہی ذات دنیا کے لیے رہبر ورہنما ہوگی اور تمہی لوگوں کے پیشوا اور مقتدا بنو گے اس لیے دنیا بھر کے لوگ تمہارے پاس میری احادیث اور علم دین حاصل کرنے آئیں گے لہذا تمہیں چاہیے کہ جب وہ تمہارے پاس آئیں تو ان کے ساتھ بھلائی کا معاملہ کرو۔ ان کی تربیّت اور نگہداشت میں کوتاہی نہ کرواور ان کے ساتھ شفقت ومحبت کا برتاؤ اختیار کرو۔

علم کے اٹھ جانے کا بیان (بَابُ مَاجَاءَ فِیْ ذِهَابِ الْعِلْمِ)

حَدَّثَنَا هٰرُوْنُ بْنُ اِسْحَاقَ الْهَمْدَانِیُّ نَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَیْمَانَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِ وبْنِ الْعَاصِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ لَایَقْبِضُ الْعِلْمَ اِنْتِزَاعًا یَنْتَزِعُهٗ مِنَ النَّاسِ وَلٰکِنْ یَقْبِضُ الْعِلْمَ بِقَبْضِ الْعُلَمَآءِ حَتّٰی اِذَا لَمْ یَتْرُکْ عَالِمًا اِتَّخَذَ النَّاسُ رُءُوْسًا جُهَّالًا فَسُئِلُوْا فَاَفْتَوْا بِغَیْرِ عِلْمٍ فَضَلُّوْا وَاَضَلُّوْاوَفِی الْبَابِ عَنْ عَآئِشَةُ وَزِیَادِبْنِ لَبِیْدٍ هٰذَاحَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ وَقَدْرَوٰی وَ هٰذَاالْحَدِیْثُ الزُّهْرِیُّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَعَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَآئِشَةَ عَنِ

النَّبِي صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَ هٰذَا .

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ علم کو(آخر زمانہ میں)اس طرح نہیں اٹھائے گا کہ لوگوں (کے دل و دماغ سے) اسے نکال لے بلکہ علم کو اس طرح اٹھالے گا کہ علماء کو(اس دنیا سے) اٹھائے گا یہاں تک کہ جب کوئی عالم باقی نہیں رہے گا تو لوگ جاہلوں کو پیشوا بنا لیں گے ان سے مسئلے پوچھے جائیں گے اور وہ بغیر علم کے فتویٰ دیں گے لہٰذا وہ خود بھی گمراہ ہوں گے اور لوگوں کو بھی گمراہ کریں گے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ ثَنِیْ مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ جُبَيْرِبْنِ نُفَيْرٍ اَبِيهِ جُبَيْرِبْنِ نُفَيْرٍ عَنْ اَبِیْ الدَّرْدَآءِ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَشَخَصَ بِبَصَرِهٖ اِلَی السَّمَآءِ ثُمَّ قَالَ هٰذَا اَوَانٌ يُخْتَلَسُ الْعِلْمُ مِنَ النَّاسِ حَتّٰى لَا يَقْدِرُوْا مِنْهُ عَلٰى شَیْءٍ فَقَالَ زِيَادُبْنُ لَبِيْدِ الْاَنْصَارِیُّ كَيْفَ يُخْتَلَسُ مِنَّا وَقَدْ قَرَأْنَا الْقُرْاٰنَ فَوَاللّٰهِ لَنَقْرَءَ نَّهٗ وَلَنُقْرِأَنَّهٗ نِسَاءَ نَا وَاَبْنَا ءَ نَا قَالَ ثَقَلَتْكَ اُمُّكَ يَا زِيَادُ اِنْ كُنْتُ لَاَعُدُّكَ مِنْ فُقَهَآءِ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ .هٰذِهِ التَّوْرٰةُ وَالْاِنْجِيْلُ عِنْدَالْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰی فَمَاذَاتُغْنِیْ عَنْهُمْ قَالَ جُبَيْرٌ فَلَقِيْتُ عُبَادَةَبْنَ الصَّامِتِ فَقُلْتُ اَلَا تَسْمَعُ مَايَقُوْلُ اَخُوْكَ اَبُوالدَّرْدَآءِ فَاَخْبَرْتُهٗ بِالَّذِیْ قَالَ اَبُوالدَّرْدَآءِ قَالَ صَدَقَ اَبُوالدَّرْدَآءِ اِنْ شِئْتَ لَاُحَدِّثَنَّكَ بِاَوَّلِ عِلْمٍ يُرْفَعُ مِنَ النَّاسِ الْخُشُوْعُ يُوْشِكُ اَنْ تَدْخُلَ مَسْجِدَ الْجَامِعِ فَلَا تَرٰی فِيْهِ رَجُلًا خَاشِعًا

هٰذَاحَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ وَمُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ ثِقَةٌ عِنْدَ اَهْلِ الْحَدِيْثِ وَلَا نَعْلَمُ اَحَدًا تَكَلَّمَ فِيْهِ غَيْرَ يَحْيٰى بْنِ سَعِيْدِ الْقَطَّانِ وَقَدْرُوِیَ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ نَحْوَهٰذَا وَرَوٰی بَعْضُهُمْ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ جُبَيْرِبْنِ نُفَيْرٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

ترجمہ: حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھے کہ آپ نے آنکھ اٹھا کر آسمان کی طرف دیکھا پھر فرمایا یہ ایسا وقت ہے کہ علم لوگوں سے لیا یعنی اٹھا لیا جائے گا۔ یہاں تک کہ وہ اس میں سے کسی چیز پر قادر نہ ہوں گے (اس پر) حضرت زیاد بن لبید انصاری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ علم ہم سے کس طرح کھینچ لیا جائے گا حالانکہ ہم نے تو قرآن کو بھی پڑھا ہے۔ پس اللہ کی قسم ہم اس کو ضرور پڑھیں گے اور ہم اپنی عورتوں اور بچوں کو ضرور پڑھائیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''زیاد'' تمہیں تمہاری ماں گم کردے، میں تو تمہیں مدینہ کے لوگوں میں بڑا سمجھ دار سمجھتا تھا۔ کیا تورات اور انجیل یہود ونصاریٰ کے پاس نہیں ہے لیکن انھیں کیا فائدہ پہنچا؟ جبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں پھر میری عبادۃ بن صامت رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی تو میں نے عرض کیا کہ آپ کے بھائی ابودرداء رضی اللہ عنہ کیا کہتے ہیں پھر انھیں ان کا قول بتایا تو انھوں نے فرمایا ابودرداء رضی اللہ عنہ نے سچ کہا اور اگر تم چاہو تو میں تمھیں بتا سکتا ہوں کہ علم میں سے سب سے پہلے کیا اٹھایا جائے گا، وہ خشوع ہے۔ عنقریب ایسا ہوگا کہ تم کسی جامع مسجد میں داخل ہو گے اور

پوری مسجد میں ایک خشوع والا آدمی بھی نہیں پاؤ گے۔

تشریح: حدیث کا حاصل یہ ہے کہ اللہ رب العزت علم کو اس طرح نہیں اٹھائے گا کہ علماء کے سینوں سے علم کو نکال لیں۔ اگرچہ اللہ تعالیٰ علم کو سینوں سے نکالنے پر قادر ہیں لیکن اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ قدرت کے باوجود ایسا نہیں کریں گے بلکہ اس کی صورت یہ ہوگی کہ علماء ختم ہو جائیں گے اور ان کی جگہ پُر کرنے کے لیے علماء پیدا نہ ہوں گے اور علماء کی جگہ جہلاء بیٹھیں گے اور گمراہی پھیلائیں گے۔

آج کل یہ المناک حادثہ دیکھا جا رہا ہے کہ عام مسلمان تو کجا بڑے بڑے علماء کی اولادیں بھی علمِ دین سے محروم ہیں اور انھوں نے صرف عصری علوم کے حصول کو ہی اپنا اوڑھنا بچھونا بنا لیا ہے۔ میٹرک، ایف اے، بی اے اور ایم اے ہی اُن کا نصب العین ہو کر رہ گیا ہے۔ عصری علوم سے استفادہ کوئی بُری بات نہیں لیکن دین سے بے گانہ ہو کر کوئی بھی مثالی مسلمان نہیں بن سکتا۔ یہ دین دار طبقے کی غفلت اور لاپروائی کا نتیجہ ہے کہ اُن کی اولادوں میں دین مغلوب ہو رہا ہے اور دنیا غالب آ رہی ہے۔ بے داڑھی اور بے نماز علانیہ فاسقوں میں اضافہ ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو ہدایت عطاء فرمائے اور سچا مسلمان بنا دے۔ (آمین)

سوال: اس حدیث سے تو یہی ظاہر ہے کہ علم سینوں سے نہیں نکالا جائے گا لیکن بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کریم سینوں سے نکال لیا جائے گا یہ تو احادیث میں تعارض ہو گیا؟

جواب: دونوں طرح کی روایتوں میں کوئی تعارض نہیں ہے کیونکہ شروع میں رفع علم کی صورت یہ ہوگی کہ علماء رخصت ہوتے جائیں گے اور ان کے ساتھ علم سینوں سے محو کر دیا جائے گا۔ وہ اچانک قیامت کے قریب ہوگا۔ اس لیے کہ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک کوئی مومن باقی رہے گا۔ حاصل یہ ہے کہ دونوں صورتیں دو وقت میں ہوں گی، اس لیے کوئی تعارض نہیں۔

قارئین متوجہ ہوں

قارئین کی طرف سے اکثر یہ شکایت موصول ہوتی ہے کہ ہمیں سالانہ چندہ ختم ہونے کی کوئی اطلاع نہیں ملی اور رسالہ بند کر دیا گیا ہے۔ اس شکایت کے ازالے اور قارئین کی سہولت کے لیے لفافے پر پتا کے اوپر مدت خریداری درج کر دی گئی ہے۔ قارئین سے التماس ہے کہ درج شدہ مدت کے مطابق اپنا سالانہ چندہ ارسال کر کے اگلے سال کی تجدید کرا لیں۔ کئی قارئین کا زرتعاون سالانہ نومبر اور دسمبر ۲۰۰۸ء میں ختم ہو رہا ہے۔ انہیں نومبر ۲۰۰۸ء کا شمارہ ارسال کیا جا رہا ہے۔ براہِ کرم ماہ نومبر میں ہی اپنا سالانہ زرِتعاون ۲۰۰ روپے ارسال فرما دیں۔ بصورت دیگر آئندہ شمارے کے لیے معذرت! (سرکولیشن منیجر)

”نقیب ختم نبوت“ کی ترسیل اور دیگر معلومات کے لیے رابطہ نمبر: 0300-7345095

حج کی حقیقت

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا قدس سرہٗ

شیخ المشائخ، قطبِ دوراں حضرت شبلی بغدادی قدس سرہٗ (۸۶۱ء-۹۴۲ء) کے ایک مرید حج کر کے آئے تو شیخ نے ان سے سولات فرمائے۔ وہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے شیخ نے دریافت فرمایا کہ تم نے حج کا ارادہ اور عزم کیا تھا؟ میں نے عرض کیا کہ جی پختہ قصد حج کا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ اس کے ساتھ ان تمام ارادوں کو ایک دم چھوڑنے کا عہد کر لیا تھا جو پیدا ہونے کے بعد سے آج تک حج کی شان کے خلاف کیے؟ میں نے کہا یہ عہد تو نہیں کیا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ پھر حج کا عہد ہی نہیں کیا۔

پھر شیخ نے فرمایا کہ احرام کے وقت بدن کے کپڑے نکال دیئے تھے؟ میں نے عرض کیا جی بالکل نکال دیئے تھے۔ آپ نے فرمایا اس وقت اللہ کے سوا ہر چیز کو اپنے سے جدا کر دیا تھا؟ میں نے عرض کیا ایسا تو نہیں ہوا۔ آپ نے فرمایا تو پھر کپڑے ہی کیا نکالے۔

آپ نے فرمایا وضو اور غسل سے طہارت حاصل کی تھی؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں بالکل پاک صاف ہو گیا تھا۔ آپ نے فرمایا اس وقت ہر قسم کی گندگی اور لغزش سے پاکی حاصل ہو گئی تھی؟ میں نے عرض کیا: یہ تو نہ ہوئی تھی۔ آپ نے فرمایا پھر پاکی کیا حاصل ہوئی۔

پھر آپ نے فرمایا: لبیک پڑھا تھا؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں لبیک پڑھا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ جل شانہ کی طرف سے لبیک کا جواب ملا تھا؟ میں نے عرض کیا: مجھے تو کوئی جواب نہیں ملا۔ تو فرمایا کہ پھر لبیک کیا کہا۔

پھر فرمایا کہ حرم محترم میں داخل ہوئے تھے؟ میں نے عرض کیا کہ داخل ہوا تھا۔ فرمایا اس وقت ہر حرام چیز کے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ترک کا جزم کر لیا تھا؟ میں نے کہا کہ یہ تو میں نے نہیں کیا۔ فرمایا کہ پھر حرم میں بھی داخل نہیں ہوئے۔

پھر فرمایا کہ مکہ کی زیارت کی تھی؟ میں نے عرض کیا: جی زیارت کی تھی۔ فرمایا اس وقت دوسرے عالم کی زیارت ہوئی؟ میں نے عرض کیا کہ اُس عالم کی تو کوئی چیز نظر نہیں آئی۔ فرمایا پھر مکہ کی بھی زیارت نہیں ہوئی۔

پھر فرمایا کہ مسجدِ حرام میں داخل ہوئے تھے؟ میں نے عرض کیا کہ داخل ہوا تھا۔ فرمایا کہ اس وقت حق تعالیٰ شانہ کے قرب میں داخلہ محسوس ہوا؟ میں نے عرض کیا کہ مجھے تو محسوس نہیں ہوا۔ فرمایا کہ تب تو مسجد میں بھی داخلہ نہیں ہوا۔

پھر فرمایا کہ کعبہ شریف کی زیارت کی؟ میں نے عرض کیا کہ زیارت کی۔ فرمایا کہ وہ چیز نظر آئی جس کی وجہ سے کعبہ کا سفر اختیار کیا جاتا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ مجھے تو نظر نہیں آئی۔ فرمایا پھر تو کعبہ شریف کو نہیں دیکھا۔

پھر فرمایا کہ طواف میں رَمل کیا تھا؟ (خاص طور سے دوڑنے کا نام ہے) میں نے عرض کیا کہ کیا تھا۔ فرمایا کہ اس بھاگنے میں دنیا سے ایسے بھاگے تھے جس سے تم نے محسوس کیا ہو کہ تم دنیا سے بالکل یکسو ہو چکے ہو۔ میں نے عرض کیا کہ ایسا تو نہیں محسوس ہوا۔ فرمایا کہ پھر تم نے رَمل نہیں کیا۔

پھر فرمایا کہ حجرِ اسود پر ہاتھ رکھ کر اس کو بوسہ دیا تھا؟ میں نے عرض کیا جی ایسا کیا تھا۔ تو انھوں نے خوف زدہ ہو کر ایک آہ کھینچی اور فرمایا: تیرا ناس ہو، خبر بھی ہے کہ جو حجرِ اسود پر ہاتھ رکھے وہ گویا اللہ جل شانہ سے مصافحہ کرتا ہے اور جس سے حق سبحانہ وتقدس مصافحہ کریں وہ ہر طرح سے امن میں ہو جاتا ہے، تو کیا تجھ پر امن کے آثار ظاہر ہوئے؟ میں نے عرض کیا کہ مجھ پر تو امن کے آثار کچھ بھی ظاہر نہیں ہوئے۔ تو فرمایا کہ تو نے حجرِ اسود پر ہاتھ ہی نہیں رکھا۔

پھر فرمایا کہ مقامِ ابراہیم پر کھڑے ہو کر دو رکعت نفل پڑھی تھی؟ میں نے عرض کیا کہ پڑھی تھی۔ فرمایا کہ اس وقت اللہ جل شانہ کے حضور میں ایک بڑے مرتبہ پر پہنچا تھا، کیا اس مرتبہ کا حق ادا کیا؟ اور جس مقصد سے وہاں کھڑا ہوا تھا وہ پورا کر دیا؟ میں نے عرض کیا کہ میں نے تو کچھ نہیں کیا۔ فرمایا کہ تو نے پھر تو مقامِ ابراہیم پر نماز ہی نہیں پڑھی۔

پھر فرمایا کہ صفا مروہ کے درمیان سعی کے لیے صفا پر چڑھے تھے؟ میں نے عرض کیا چڑھا تھا۔ فرمایا وہاں کیا کیا؟ میں نے عرض کیا کہ سات مرتبہ تکبیر کہی اور حج کے مقبول ہونے کی دعا کی۔ فرمایا کہ تمہاری تکبیر کے ساتھ فرشتوں نے بھی تکبیر کہی تھی؟ اور اپنی تکبیر کی حقیقت کا تمہیں احساس ہوا تھا؟ میں نے عرض کیا کہ نہیں۔ فرمایا کہ تم نے تکبیر ہی نہیں کہی۔

پھر فرمایا کہ صفا سے نیچے اُترے تھے؟ میں نے عرض کیا کہ اُترا تھا، فرمایا اس وقت ہر قسم کی علت دور ہو کر تم میں صفائی آ گئی تھی؟ میں نے عرض کیا کہ نہیں۔ فرمایا کہ نہ تم صفا پر چڑھے نہ اُترے۔ پھر فرمایا کہ صفا مروہ کے درمیان دوڑے تھے؟ میں نے عرض کیا کہ دوڑا تھا۔ فرمایا کہ اس وقت اللہ کے علاوہ ہر چیز سے بھاگ کر اس کی طرف پہنچ گئے تھے (غالبًا فَفَرَرْتُ مِنْكُمْ لَمَّا خِفْتُكُمْ کی طرف اشارہ ہے جو سورۃ شعراء میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قصہ میں ہے۔ دوسری جگہ اللہ کا پاک ارشاد ہے فَفِرُّوْا اِلَى اللّٰهِ (ذاریات:۳۰) میں نے عرض کیا کہ نہیں۔ فرمایا کہ تم دوڑے ہی نہیں۔ پھر فرمایا کہ مروہ پر چڑھے تھے؟ میں نے عرض کیا کہ چڑھا تھا۔ فرمایا کہ تم پر وہاں سکینہ نازل ہوا اور اس سے وافر حصہ حاصل کیا؟ میں نے عرض کیا کہ نہیں۔ فرمایا کہ مروہ پر چڑھے ہی نہیں۔ پھر فرمایا کہ منیٰ گئے تھے؟ میں نے عرض کیا: گیا تھا۔ فرمایا کہ اللہ جل شانہ سے ایسی امیدیں بندھ گئی تھیں جو معاصی کے حال کے ساتھ نہ ہوں۔ میں نے عرض کیا کہ نہ ہو سکیں، فرمایا کہ منیٰ ہی نہیں گئے۔

پھر فرمایا کہ مسجد خیف میں (جو منیٰ میں ہے) داخل ہوئے تھے؟ میں نے عرض کیا کہ داخل ہوا تھا۔ فرمایا کہ اس

وقت اللہ جل شانہ کے خوف کا اس قدر غلبہ ہو گیا تھا جو اس وقت کے علاوہ نہ ہوا ہو؟ میں نے عرض کیا کہ نہیں۔ فرمایا کہ مسجد خیف میں داخل ہی نہیں ہوئے۔

پھر فرمایا کہ عرفات کے میدان میں پہنچے تھے؟ میں نے عرض کیا کہ حاضر ہوا تھا۔ فرمایا کہ وہاں اس چیز کو پہچان لیا تھا کہ دنیا میں کیوں آئے تھے اور کیا کر رہے ہو اور کہاں اب جانا ہے اور ان حالات پر متنبہ کرنے والی چیز کو پہچان لیا تھا؟ میں نے عرض کیا کہ نہیں۔ فرمایا کہ پھر تو عرفات پر بھی نہیں گئے۔

پھر فرمایا کہ مزدلفہ گئے تھے؟ میں نے عرض کیا کہ گیا تھا۔ فرمایا کہ وہاں اللہ جل شانہ کا ایسا ذکر کیا تھا جو اس کے ماسوا کو دل سے بھلا دے (جس کی طرف قرآن پاک کی آیت فَاذْكُرُوا اللهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ (بقرہ:۲۵) میں اشارہ ہے، میں نے عرض کیا کہ ایسا تو نہیں ہوا۔ فرمایا کہ پھر تو مزدلفہ پہنچے ہی نہیں۔

پھر فرمایا کہ منیٰ میں جا کر قربانی کی تھی؟ میں نے عرض کیا کہ کی تھی۔ فرمایا کہ اس وقت اپنے نفس کو ذبح کر دیا تھا؟ میں نے عرض کیا کہ نہیں۔ فرمایا کہ پھر تو قربانی ہی نہیں کی۔

پھر فرمایا کہ رَمی کی تھی (یعنی شیطان کو کنکریاں ماری تھیں)؟ میں نے عرض کیا کہ کی تھی۔ فرمایا کہ ہر کنکری کے ساتھ اپنے سابقہ جہل کو پھینک کر کچھ علم کی زیادتی محسوس ہوئی؟ میں نے عرض کیا کہ نہیں۔ فرمایا کہ رَمی بھی نہیں کی۔

پھر فرمایا کہ طوافِ زیارت کیا تھا؟ میں نے عرض کیا: کیا تھا۔ فرمایا کہ اس وقت کچھ حقائق منکشف ہوئے تھے اور اللہ جل شانہ کی طرف سے تم پر اعزاز و اکرام کی بارش ہوئی تھی؟ اس لیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک ارشاد ہے کہ ''حاجی اور عمرہ کرنے والا اللہ کی زیارت کرنے والا ہے'' اور جس کی زیارت کو کوئی جائے اس پر حق ہے کہ اپنے زائرین کا اکرام کرے۔ میں نے عرض کیا کہ مجھ پر تو کچھ منکشف نہیں ہوا۔ فرمایا تم نے طوافِ زیارت بھی نہیں کیا۔

پھر فرمایا کہ حلال ہوئے تھے (احرام کھولنے کو حلال ہونا کہتے ہیں) میں نے عرض کیا: ہوا تھا۔ فرمایا کہ ہمیشہ حلال کمائی کا اس وقت عہد کر لیا تھا؟ میں نے عرض کیا: نہیں۔ فرمایا کہ تم حلال بھی نہیں ہوئے۔ پھر فرمایا کہ الوداعی طواف کیا تھا؟ میں نے عرض کیا: کیا تھا۔ فرمایا اس وقت اپنے تن من کو کلیۃً الوداع کہہ دیا تھا؟ میں نے عرض کیا: نہیں۔ فرمایا کہ تم نے طوافِ وداع بھی نہیں کیا۔

پھر فرمایا دوبارہ حج کو جاؤ اور اس طرح حج کر کے آؤ جس طرح میں نے تم سے تفصیل بیان کی۔

[فضائل حج، ص:۵۶ تا ۵۹، مطبوعہ مکتبہ حقانیہ ملتان]

انتخاب: ذوالکفل بخاری

''دعائے فاروقی''

حجاج، معتمرین اور زائرین بیت اللہ الحرام کی خدمت میں ایک بیش قیمت ہدیہ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ وہ دورانِ طواف روتے ہوئے یہ دعا پڑھتے تھے......

اَللّٰھُمَّ اِنْ کُنْتَ کَتَبْتَ عَلَیَّ شِقْوَۃً اَوْذَنْباً فَامْحُہُ ، فَاِنَّکَ تَمْحُوْمَا تَشَاءُ وَ تُثْبِتُ ، وَعِنْدِکَ اُمُّ الْکِتَابِ ، فَاجْعَلْہُ سَعَادَۃً وَّمَغْفِرَۃً (ابن کثیر)

''اے اللہ اگر تو نے مجھ پر بدبختی اور گناہ لکھا ہے تو اُسے مٹادے، اس لیے کہ تو جو چاہے مٹائے اور جو چاہے باقی رکھے، تیرے پاس ہی لوحِ محفوظ ہے، پس تو بدبختی کو سعادت اور مغفرت سے بدل دے۔''

آیت مبارکہ ہے: **یَمْحُو اللّٰہُ مَایَشَآءُ وَیُثْبِتُ وَعِنْدَہٗ اُمُّ الْکِتٰبِ.** (الرعد:۳۹)

[اللہ جو چاہے مٹادے اور جو چاہے ثابت رکھے، لوحِ محفوظ اُسی کے پاس ہے]

اس کی ذیل میں مولانا حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ لکھتے ہیں......

اس کے ایک معنیٰ تو یہ ہیں کہ وہ جس حکم کو چاہے منسوخ کردے اور جسے چاہے باقی رکھے۔ دوسرے معنیٰ یہ ہیں کہ اس نے جو تقدیر لکھ رکھی ہے، اس میں وہ محو و اثبات کرتا رہتا ہے۔ اسی کے پاس لوحِ محفوظ ہے۔ اس کی تائید بعض احادیث و آثار سے ہوتی ہے۔ مثلاً ایک حدیث میں آتا ہے کہ ''آدمی گناہوں کی وجہ سے رزق سے محروم کردیا جاتا ہے، دعا سے تقدیر بدل جاتی ہے اور صلہ رحمی سے عمر میں اضافہ ہوتا ہے'' (مسند احمد، جلد: ۵،ص:۲۷۷)۔ بعض صحابہ سے یہ دعا منقول ہے: ''**اَللّٰھُمَّ اِنْ کُنْتَ کَتَبْنَا اَشْقِیَآءَ فَامْحُنَا وَاکْتُبْنَا سُعَدَاءَ وَاِنْ کُنْتَ کَتَبْنَا سُعَدَاءَ فَاَثْبِتْنَا، فَاِنَّکَ تَمْحُوْ مَاتَشَآءُ وَتُثْبِتُ وَعِنْدَکَ اُمُّ الْکِتٰبِ.**'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ وہ دورانِ طواف روتے ہوئے یہ دعا پڑھتے......**اَللّٰھُمَّ اِنْ کُنْتَ کَتَبْتَ عَلَیَّ شِقْوَۃً اَوْذَنْباً فَامْحُہُ ، فَاِنَّکَ تَمْحُوْمَا تَشَاءُ وَ تُثْبِتُ ، وَعِنْدِکَ اُمُّ الْکِتَابِ ، فَاجْعَلْہُ سَعَادَۃً وَمَغْفِرَۃً** (ابن کثیر)

اس مفہوم پر یہ اعتراض ہوسکتا ہے کہ حدیث میں تو آتا ہے ''**جَفَّ الْقَلَمُ بِمَا ھُوَ کَائِنٌ**'' (صحیح بخاری۔ نمبر ۵۰۷۶) ''جو کچھ ہونے والا ہے، قلم اسے لکھ کر خشک ہو چکا ہے۔'' اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ یہ محو و اثبات بھی منجملہ قضا و تقدیر ہی کے ہے (فتح القدیر)۔

[قرآن کریم مع اردو ترجمہ و تفسیر، مطبوعہ شاہ فہد قرآن کریم پرنٹنگ کمپلیکس، سعودی عرب، ص:۶۹۲]

''کیا سمجھے گا وہ جس کی رگوں میں ہے لہو سرد''

ابنِ امیرِ شریعت
سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

مادی تصورات اور مادی حقیقتیں ماننے والے لوگ روحانی حقیقتوں کا فہم ہی نہیں رکھتے۔ ادراک و معرفت تو ان کی مادی عقل سے صدیوں کے فاصلہ پر ہے۔ مادے میں مسلسل تغیر، ان کی عقل کو متغیر کر دیتا ہے اور وہ ایک نئے تغیر کو حقیقت سمجھ کر اس کے تعاقب میں بھاگ کھڑے ہوتے ہیں اور قلم کے زور سے منوانا شروع کر دیتے ہیں۔ ان بے چاروں کی حالت زار دیدنی ہوتی ہے۔ ابھی وہ اس تغیر کو حقیقت مان کے، منوانے کے عرصہ میں جشن منا رہے ہوتے ہیں کہ ایک تغیر حقیقت کا لبادہ اوڑھے ان بے چاروں کا منہ چڑانے کے لیے سامنے کھڑا ہوتا ہے۔ اسی مادی جدلیّت سے پیدا ہونے والے کمیونزم کو دیکھیے، جہاں اس نے جنم لیا وہاں تو یہ پیدا ہوتے ہی مر گیا تھا لیکن جہاں پینتیس لاکھ انسانوں کو موت کے گھاٹ اتار کے اس مادی تغیر نے حقیقت کا وجود دھارا تھا آج یہ وہاں بھی مر چکا ہے اور واپس ہو رہا ہے، یورپ کے غلیظ ماحول کو پکار رہا ہے۔ انسان کو اپنی آمد پر بھی قتل کیا اور واپسی پر بھی قتل کر رہا ہے اور بے دریغ قتل کر رہا ہے۔ انسان مر رہا ہے مگر یہ مادی عقل والا دو پایہ اپنی بقا کا راستہ تلاشتا ہوا پھر اسی جنگل میں واپس آ گیا ہے جہاں سے انسانیت کی ترقی و برتری کے لیے نکلا تھا۔

اس کے خلاف روحانی حقیقتیں اور ان کا ادراک و یقین غیر متزلزل اور غیر متغیر ہے۔ اس میں جنس، عین اور ذات کا تغیر کبھی نہیں ہوگا، خواہ کتنے موسمی اور مادی تغیرات کی تہیں کیوں نہ جم جائیں۔ مثلاً توحید، رسالت، قیامت...... ان حقیقتوں میں کوئی تغیر بھی نہیں آیا اور نہ بوزنے کی متغیر عقل اس میں تغیر برپا کر سکی ہے۔ ان حقیقتوں کے انکار سے وہ کہ ایک مادہ تھا متغیر ہو گیا، گڑ گیا، مسخ ہو گیا (اس شہابیے کی طرح جو افلاک کی وسعتوں سے گرتا ہوا زمین تک آ کے بھسم ہو جاتا ہے اور بس)

مگر توحید و رسالت اور آخرت کی حقیقتوں میں تغیر رونما نہ کر سکا۔ ان حقیقتوں کی دریافت یقین سے وابستہ ہے۔ یقین کے بغیر یہ حقیقتیں، ان کی معرفت، ان کا ادراک حاصل نہیں ہو سکتا اور یقینیات میں اجتہاد نہیں ہوتا۔ اجتہاد پیش آمدہ واقعات و حالات میں تو ہوتا ہے اور اس میں فرقوں میں تقسیم ہونے کا کوئی خدشہ نہیں۔ فرقوں میں تب تقسیم ہوتا ہے جب آدمی زادہ یقینیات کے مقابلے میں گمان کو یقین بنانے پہ تُل جائے اور اس کے لیے اپنی طبعی قساوت، شقاوت اور بغاوت کو کام میں لائے، اپنی جبلّی خساستوں کو حقیقت کا روپ دے دے۔ مثلاً مسلّم حقیقت یہ ہے کہ غیر محرم مرد جب بھی غیر محرم عورتوں سے

مخلوط ہوگا، بدکاری جنم لے گی۔ اب اس میں بوزنے کی عقل نے اجتہاد کیا۔ بکرے، بکریاں، بھیڑیں، بھیڈو، چڑے، چڑیاں، کوّے، کوّیاں یہ سب بھی ہماری طرح حیوان ہیں مگر ان کے اختلاط پر کوئی پابندی نہیں۔ لہٰذا ہم پر بھی پابندی غلط ہے۔ یہ غلامی کی یادگار ہے، یہ جاہلوں کا شیوہ ہے۔ لہٰذا اختلاط اور آزادی لازم وملزوم ہیں۔ یہ تو فرقہ بنا کر اس نے دین کی بنیادی حقیقت کا انکار کر کے ایک جنسی خبث کو اچھا نام دے کر حقیقت کو متغیر کرنے کی ناپاک کوشش کی اور اس برے تغیر کو حقیقت کا نام دے ڈالا۔

یہ درست ہے کہ جتنے لذیذ تغیّر ہوں گے وہ لذیذ حقیقت بن کے حیوانی عقل پر سایہ فگن رہیں گے اور اس شخص کے لیے حقیقت کا چہرہ چھپا رہے گا کہ وہ اس یقین کی نعمت سے محروم ہے جس سے حقیقتیں پہچانی جاتی ہیں۔ یہی حال تمام جبلّتوں کا ہے۔ جب ان جبلّتوں کو منظّم کر لیا جائے تو فطرت ثانیہ بن جاتی ہیں۔ عورت کی مثال ہی لیجیے، عورت اور مرد کی چاہت، خواہش، جذبہ، محبت مسلّم مگر جبلّت کی ان کیفیتوں کو اگر کھلا چھوڑ دیا جائے تو جنسی انارکی پیدا ہوجائے گی۔ جیسے یورپ اور امریکہ میں اور ان کی نقالی میں اب پاکستان میں جنسی انارکی ''بکثرت پائی جاتی ہے''۔ اور اگر انہی جبلّی کیفیتوں کو منظّم کر لیا جائے اور دین کے ماتحت منظّم کیا جائے اور اس انارکسٹ لڑکے، لڑکی کو شادی کے بندھن میں باندھ دیا جائے تو خیر غالب ہوگی، شر مٹ جائے گا۔ اس کا واضح مطلب یہ نکلتا ہے کہ انسان کے دین کے ماتحت ہو کے منظّم ہونے کا نام خیر ہے اور اس میں اجتہاد کا نام شر ہے۔ محبت کتنی اعلیٰ قدر ہے مگر اس کی بلندی وبرتری اسی وقت تک قائم رہے گی۔ جب ماں، بہن، بیٹی اور بیوی سے محبت کی جائے گی اور اگر کوئی نظر باز اور دل پھینک ہوجائے تو اس محبت میں سفلگی، خباثت، خساست، وحشت اور شرارت آجائے گی اور اس شر سے نفرت عین فطرت ہے! اسی میں انسانی ترقی وبرتری مضمر ہے۔

اے اولوالالباب، عقلِ انسانی سے کام لو!

اک زندہ حقیقت مرے سینے میں ہے مستور
کیا سمجھے گا وہ جس کی رگوں میں ہے لہو سرد

(۲/اگست ۱۹۹۵ء)

ماہانہ مجلس ذکر واصلاحی بیان
27 نومبر 2008ء
جمعرات بعد نماز مغرب
ابن امیر شریعت
حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم
امیر مجلس احرار اسلام پاکستان
دارِ بنی ہاشم
مہربان کالونی ملتان
الداعی سید محمد کفیل بخاری ناظم مدرسہ معمورہ دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان 061-4511961

حرفِ بے آمیز/ ذوالکفل بخاری
syed.zulkifl@gmail.com

وقت بدلے گا تو......

ننھے سے بچے نے مچل کر ماں سے پوچھا: بتاؤ نا، ہم یتیم کب ہوں گے؟ ہمیں پڑوس والوں کی طرح صدقے، زکوتیں، خیراتیں کب ملنے لگیں گی؟ کپڑے کب ملیں گے؟ بتاؤ نا؟......

راوی کہتا ہے کہ فاقہ زدہ ماں کے پاس اس سوال کا کوئی جواب نہیں تھا۔''مجھے اس سوال کا جواب چاہیے۔''

چودھری نے میری آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے، رک رک کر اور لفظوں کو چبا چبا کر چھے لفظی جملہ میرے منہ پر دے مارا۔ کسی زناٹے دار تھپڑ کی طرح۔ میں نے گال سہلاتے اور سر کھجاتے ہوئے کہا:

''چودھری! یتیم ہونے کی ایک عمر ہوتی ہے۔ ایک طریقہ کار ہوتا ہے۔ ایک سسٹم ہوتا ہے۔''

''یہ کیا بکواس ہے۔'' چودھری دھاڑا۔

''سنو سنو! صرف ایک منٹ کے لیے چپ ہو جاؤ۔ اتنے جذباتی ہونے کی ضرورت نہیں۔ میری جان! حکیم الامت نے فرمایا تھا: ''نہ ہر کہ سر بتراشد قلندری داند'' (ہر سر منڈانے والا درویشی اور تصوف کا حامل نہیں ہو سکتا)۔ ہر یتیم بلاول، بختاور اور آصفہ کا مقدر نہیں رکھتا۔ یہ یتیمی ''میرٹ'' پر ملتی ہے۔ ایک سسٹم ہے۔ ایک طریقہ کار ہے......

''پھر وہی بکواس؟''

چودھری! زندگی اس طرح سے نہیں گزرے گی۔ مایوسی، جھلاہٹ، بیزاری، چڑچڑاپن، ڈیپریشن...... وہ بھی غلط، یہ بھی غلط...... وہ بھی بکواس، یہ بھی بکواس...... یہ بھی کیا رویہ ہے؟

دیکھ زنداں سے پرے رنگِ چمن رنگِ بہار
رقص کرنا ہے تو پاؤں کی زنجیر نہ دیکھ

''رنگِ چمن، رنگِ بہار؟''

ہاں ہاں۔ شوکت ترین کے بیانات پڑھو۔ مولانا فضل الرحمٰن کے، اسفندیار ولی کے، شیری رحمٰن کے، رحمٰن ملک کے، احمد مختار کے، نواز شریف کے، شہباز شریف کے بیانات پڑھو۔

مثلاً کون سا بیان؟

مثلاً یہ کہ شوکت ترین کہتے ہیں ہم نے گیس اور بجلی مہنگی کرنے کا ہر گز کوئی فیصلہ نہیں کیا۔ ہم تو صرف سبسڈی ختم

کریں گے۔

مثلاً مولانا فضل الرحمٰن کہتے ہیں کہ حکمرانوں کی ذمہ داری ہے کہ ملک میں اسلامی نظام کے لیے عملی کوششیں کریں اور مہنگائی کے خلاف عملی اقدامات کریں۔

مثلاً شہباز شریف کہتے ہیں کہ پنجاب کے سکولوں میں جماعت اوّل سے جماعت دہم تک کی اسلامیات کے نصاب میں جہاد کے مضامین دوبارہ شامل کر دیئے جائیں گے۔

مگر اس سے کیا ہوگا؟

اس سے پاک امریکہ تعلقات کی شان دار تاریخ کا ایک نیا اور خوشگوار باب رقم ہوگا۔

وہ کیسے؟

اس کے لیے تمہیں ایک قصہ سننا پڑے گا۔ جن دنوں مشرف حکومت نے پاکستان میں اور خلیجی حکمرانوں نے اپنے اپنے ملکوں کے نصاباتِ تعلیم میں سے ''جہادی مضامین'' حذف کیے تھے، ایک امریکی صحافی نے، جس کی assignment یہ تھی کہ وہ تہذیبوں کے تصادم، نائن الیون کے حادثے اور عراق، پاکستان اور افغانستان میں نہ ختم ہوتی ہوئی امریکہ مخالف مزاحمت کے حوالے سے بعض متعین سوالات منتخب مسلم دانش وروں سے پوچھے، حرم کعبہ کے ایک مدرس سے ٹیلی فون پر پوچھا...... ''جناب! قرآن میں جا بجا مسلمانوں کو کافروں سے جہاد کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ خصوصاً سورۃ توبہ اور سورۃ انفال میں۔ کیا آپ نہیں سمجھتے کہ ان سورتوں کو پڑھنے کے بعد مسلمان نوجوان جو ''جہاد'' کرتے ہیں، وہ آج کی دنیا میں تشدد اور دہشت گرد کہلاتا ہے۔ جب تک یہ سورتیں آپ اپنے بچوں کو پڑھاتے رہیں گے، دنیا میں امن کیسے قائم ہوگا؟ اور کیا ان سورتوں کی یہ تفسیر نہیں پڑھائی جاسکتی کہ ان سورتوں میں خطاب پیغمبرِ اسلام (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کے ساتھیوں سے ہے ان میں جہاد کے احکام پیغمبرِ اسلام (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اُن کے ساتھیوں کے لیے تھے، نہ کہ ہر زمانے کے لیے، خصوصاً آج کے زمانے کے لیے؟'' سوال ختم ہوا تو فضیلۃ الشیخ نے صحافی سے کہا ''اس سے پہلے کہ میں آپ کے سوال کا جواب دوں، دو چار چھوٹے چھوٹے سوالات مجھے بھی آپ سے پوچھنا ہیں۔ تاریخ بتاتی ہے کہ پیغمبر اسلام (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ولادت اور نزول قرآن سے بہت پہلے بُخت نصر نے ۷۰ ہزار یہودی ایک حملے میں قتل کیے۔ کئی لاکھ قید کیے۔ پھر ہٹلر نے کئی لاکھ یہودی قتل کیے۔ اس سے پہلے چنگیز اور ہلاکو نے کئی لاکھ انسانوں کا قتل عام کیا۔ پہلی اور دوسری عالمی جنگوں میں کئی لاکھ انسان قتل ہوئے۔ خود آپ کے ملک امریکہ نے جاپان پر ایٹم بم پھینکا۔ یا جو کچھ آپ نے ویت نام میں اور روس نے افغانستان میں کیا؟ کیا یہ سب کچھ کرنے والوں نے سورۃ توبہ اور سورۃ انفال پڑھ کر کیا؟'' صحافی اس جوابی سوال پر لاجواب ہوگیا۔ اس نے فضیلۃ الشیخ سے کہا کہ مجھے ایک اور سوال کا جواب بھی دیجیے گا۔ وہ یہ کہ مسلمان علماء پیغمبر اسلام (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ایک حدیث سناتے ہیں کہ قیامت سے پہلے، ایک زمانہ ایسا ضرور آئے گا،

جب مسلمانوں کو فیصلہ کن فتح اور یہودیوں کو شکست ہوگی۔ اس وقت یہودی جان بچانے کے لیے چھپتے پھریں گے اور انہیں کہیں امان نہیں ملے گی۔ حتیٰ کہ کوئی یہودی کسی پتھر کے پیچھے چھپے گا تو وہ پتھر بھی مسلمان کو پکار کر کہے گا ''ادھر آؤ، یہ دیکھو میرے پیچھے یہودی چھپا ہوا ہے، اسے قتل کرو۔'' سوال یہ ہے کہ کیا یہ حدیث صحیح ہے؟ اگر صحیح ہے تو یہ کتنی عجیب بات ہے کہ آپ مسلمان لوگ، یہودیوں کو بطور انسان زندہ رہنے کا حق بھی نہیں دینا چاہتے۔ آج کی مہذب دنیا میں اس طرح کی حدیثیں سنا کر، آخر آپ باقی دنیا کو کیا میسیج Convey کرنا چاہتے ہیں؟ فضیلۃ الشیخ نے سوال بغور سنا اور صحافی سے کہا ''آپ نے ایک بار پھر ادھوری اور ناقص بات کہی۔ یہ حدیث بالکل صحیح ہے۔ لیکن یہ جس زمانے کی بات بتائی جا رہی ہے، پیغمبر اسلام (صلی اللہ علیہ وسلم) نے یہ بھی فرمایا تھا کہ ''تب اہل ایمان کی قیادت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کریں گے۔'' تو یہ گلہ اور شکوہ، آپ کا ہم سے یا پیغمبر اسلام سے نہیں، اپنے نبی ...... مسیح مقدس عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام ...... سے بنتا ہے۔'' فضیلۃ الشیخ نے پوچھا...... اور کوئی سوال؟ صحافی نے بعجلت ''شکریہ'' کہہ کر لائن کاٹ دی۔

لیکن یہاں یہ قصہ بیان کر کے تم نتیجہ کیا نکالنا چاہتے ہو؟

پیارے چودھری! نتیجہ اس کہانی سے یہ نکلتا ہے کہ ضروری نہیں ہر کہانی سے کوئی نتیجہ بھی نکلے۔

چودھری نے زچ ہو کر اپنی نشست کو برخاست میں بدلتے ہوئے قہر آلود نگاہوں سے مجھے دیکھا اور کہا:

جب تک تم جیسے نام نہاد پڑھے لکھے اس طرح کی ان مل، بے جوڑ، بے ربط اور بے تکی باتوں کو ''فلسفیاتے'' رہیں گے، ہمارے ساتھ آج جو کچھ ہو رہا ہے، وہ ہوتا ہی رہے گا۔ لوگ فاقوں سے، بم دھماکوں سے، بم باری سے مرتے رہیں گے۔ ڈرو اُس وقت سے جب کوئی آنسو بہانے والا رہے گا، نہ کوئی آنسو پونچھنے والا۔

چودھری! جاتے جاتے میری بھی ایک بات سن لو۔ ابھی تو ہمارے آنسوؤں کو اِذنِ رہائی ہی نہیں ملا۔ مارنے والوں نے رونے کی ممانعت کر دی ہے، لیکن ہمارے آنسو ایک دن بہیں گے ضرور۔ پھر ان کے گرد کنکریٹ کی کئی کئی کلومیٹر لمبی دیواریں اٹھائی جائیں گی، ویسی ہی دیواریں جیسی آج کل اسلام آباد کے ریڈ زون میں اٹھائی جا رہی ہیں۔

اور پھر ایک دن......

ایک دن کیا؟

اور پھر ایک دن......

آنکھ سے آنسو نکل آئیں گے اور ٹہنی سے پھول
وقت بدلے گا تو سب قیدی رہا ہو جائیں گے

''سسٹم'' اور ''طریقہ کار'' کے سب قیدی۔ چیف جسٹس افتخار چودھری بھی۔ ڈاکٹر عبدالقدیر خان بھی۔ ڈاکٹر عافیہ صدیقی بھی۔ میں بھی، تم بھی!

تہذیبوں کے عروج وزوال میں علم کا کردار

مولانا محمد عیسیٰ منصوری (لندن)

انسان کی قسمت علم سے وابستہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی دنیوی واخروی کامیابی وفلاح کا مدار علم پر رکھا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو اپنی معرفت کے علم کے ساتھ علم الاسماء یعنی کائناتی علم سے بھی سرفراز فرمایا۔ جو بھی قوم کائنات کی ماہیت وحقیقت اور اس کے استعمال کے طریقوں سے زیادہ واقفیت رکھے گی دنیوی نظام واقتدار ان کے حوالے کیا جائے گا یہی ہمیشہ ضابطۂ خداوندی یا سنت اللہ رہی ہے۔

تشریحی وتکوینی دونوں علم اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیوں کے ذریعے انسانوں کو عطا کیے۔ اللہ کا آخری پیغام (قرآن) دونوں علوم سے بھرپور ہے۔ دونوں علوم کی اہمیت سیکڑوں آیات سے ہویدا ہے۔ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے علم کو ایک وحدت کے طور پر دیا اور آپ کی تربیت کردہ جماعت نے دونوں علوم میں سرفرازی حاصل کی۔

کائناتی نظام کو احسن طریقہ پر چلانے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اولیات اور معاصر اقوام پر غلبہ کے لیے عصری ٹیکنالوجی میں سبقت دورِ عثمانی کے بحری بیڑے سے ظاہر ہے جس نے ۶۵۴ء میں اس دور کی سب سے بڑی سپر پاور (سلطنت روما) کے بحری بیڑے کے تمام پانچ سو جہاز ایک دن میں بحر روم میں غرق کر کے بحر روم سے ۸۰۰ سالہ رومی تسلط ختم کر کے اس پر مسلمانوں کی حکمرانی قائم کر دی۔ اس کے بعد اسلامی بحری طاقت کو صدیوں تک کوئی قوم چیلنج نہ کر سکی۔

دورِ خلافتِ راشدہ کے بعد اسی سالہ اموی دور میں مسلمان افریقہ، وسط ایشیا یورپ کی فتوحات واستحکام کے ساتھ اس دور کے تمام کائناتی وعصری علوم وفنون میں اقوام عالم سے سبقت حاصل کر چکے تھے۔ مامون الرشید کے دور میں اقوامِ عالم کے پاس موجود انسانی تجربہ وتحقیق پر مشتمل کائناتی علوم کے یونانی، سریانی، سنسکرت اور لاطینی زبان سے اس قدر سرعت سے عربی میں تراجم ہوئے جو بعد کے ہزار سال میں نہ ہو سکے۔

نزولِ قرآن سے جن علوم کا چرچا شروع ہوا، جلد ہی قاہرہ، سسلی، طلیطہ، قرطبہ ان علوم کے مرکز بن گئے۔ دنیا کے کونے کونے سے کتابیں ان مراکز میں پہنچنے لگیں۔ یونان، مصر، ہند وچین کے تمام علوم آٹھویں صدی عیسوی تک عربی میں منتقل ہو چکے تھے۔ مسلمانوں نے ان علوم کا صرف ترجمہ ہی نہیں کیا بلکہ انھیں عصری طور پر قابل فہم بنایا۔ یہ علوم جو مبادیات کے درجہ میں تھے، انھیں ارتقاء کے منازل طے کرائے تاریخ انسانی میں مسلمانوں سے قبل کسی قوم کو بنی نوع انسان کے علوم کے تمام جوہر کسی ایک خزانہ میں منتقل کرنے کا افتخار حاصل نہ ہو سکا تھا۔ مغرب کی سرحدوں پر ان علوم کے دو بڑے

مراکز تھے۔ایک قرطبہ، دوسرا سسلی ان مراکز سے یورپ میں علوم کی مشام جانفزا پہنچنے لگی۔یاد رہے سسلی ابتداء میں تیسری صدی ہجری سے پانچویں صدی ہجری تک مسلمانوں کے زیرنگیں رہا۔اس لیے یورپ میں سب سے زیادہ علوم سسلی کے ذریعے منتقل ہوئے پھر اسپین میں ہزار ہا سال کے انسانی تجربات اور سائنسی علوم کو آگے بڑھانے کے لیے بکثرت یونیورسٹیز، تجربہ گاہیں اور رصدگاہیں قائم ہوئیں جو دنیا کے کائناتی علوم میں بے انتہا اضافہ کا سبب بنیں۔تقریباً چھے سو سال تک مسلمان دنیا بھر کی اقوام سے کائناتی علوم وسائنس میں فائق رہے۔

جب سپین علوم وفنون سے جگمگا رہا تھا، یورپ وحشت وجہالت کے تاریک دور میں تھا، جب سپین میں علوم وفنون کی شاندار جامعات تھیں۔یورپ میں علوم کے ابتدائی مدارس بھی ناپید تھے۔جب اسپین کی شخصی لائبریریوں میں لاکھوں کتب تھیں، یورپ کے بادشاہوں کی لائبریریوں میں گنتی کی کتب ہوتی تھیں۔یورپ کے غیر فطری موسم کی طرح ان اقوام کا مزاج ونفسیات بھی ہمیشہ انتہا پسندانہ اور وحشت وبربریت کا شائق رہا۔خونریزی ودہشت گردی اور سازشیں ہمیشہ ہی یورپ کی فطرتِ ثانیہ رہی ہیں، سپین میں یمن وحجاز کے قبائل کے مابین عصبیت جاہلیہ کی خانہ جنگی نے سپین سے عرب سلطنت اکھاڑ پھینکنے کا موقع یورپ کو فراہم کردیا، اس طرح سپین سے طبیعیاتی (سائنسی) اور دیگر کائناتی علوم کی ترقیات کی بساط لپیٹ دی گئی۔

سپین کی تباہی کے ساتھ ساتھ تاتاریوں کے ہاتھوں بغداد کی خلافتِ عباسیہ اور عالم اسلام کے بڑے حصے کی تباہی وبربادی نے مسلمانوں کے علوم وفنون اور تہذیب کو زوال پذیر کردیا۔اگرچہ جلد ہی تاتاری نسل نے اسلام قبول کر کے اپنی شمشیر خاراشگاف سے مشرقی رومن امپائر کے بڑے حصے کو فتح کر کے مشرقی کرسچین کیپٹل قسطنطنیہ بھی فتح کرلیا۔تاتاریوں کا پس منظر جنگجویانہ تھا، وہ اسلام کے بازوئے شمشیر زن تو بن گئے مگر عربوں کے تجرباتی وسائنسی علوم کے وارث نہ بن سکے۔

جب ترکوں اور مشرقی بازنطینی سلطنت روما کے درمیان جنگ رہی رومن امپائر (پوپ) مشرقی عیسائیت سے شدید نفرت وعداوت کی بناء پر خاموش تماشائی بنی رہی لیکن جب ترکی افواج نے یورپ کے مشرقی ممالک کو فتح کرنا شروع کیا تو یورپ (مغربی سلطنت روما) اور ویٹی کن کے پوپ وپادریوں نے اسلام اور مسلمانوں کے مکمل خاتمہ تک اعلانِ جہاد کر کے اپنی ساری طاقت صلیبی جنگوں میں جھونک دی۔اگرچہ سقوطِ سپین اور تاتاریوں کی یلغار کے بعد عالمِ اسلام میں علوم وفنون کا زوال شروع ہوگیا تھا مگر اب بھی علوم میں وہ یورپ سے بہت فائق تھا۔یورپ کی شروع کردہ صلیبی جنگیں یورپ ومسیحیت کی مکمل شکست پر منتج ہوئیں۔ان جنگوں میں یورپ نے مسلمانوں کی علمی برتری کا مشاہدہ کرلیا تھا۔چنانچہ شکست کے اسباب پر غور وخوض اور اسلام اور مسلمانوں کے مکمل استحصال کے لیے کسی نئے لائحہ عمل کی تلاش میں مغرب کے مذہبی پادری وسکالر اور حکمران سر جوڑ کر بیٹھے۔

تیرہویں صدی عیسوی (۱۲۷۰ء) میں شاہ فرانس نہم نے جسے مصر میں گرفتاری کے بعد تیونس پر حملہ میں مکمل ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا تھا، مرتے وقت وصیت نامہ میں لکھا کہ ہم عرصہ سے مسلمانوں کو مغلوب کرنے کی کوششوں میں

مصروف ہیں۔ شدید جنگوں کے باوجود ہم غالب نہیں آسکے کیوں کہ مقابلہ کے وقت مسلمانوں میں ایسا جذبہ پیدا ہو جاتا ہے جس کا مقابلہ مشکل ہے۔ اس لیے اب ہمیں دوسرے وسائل و اسباب اختیار کرنے چاہئیں اور اس کی یہی تدبیر ہے کہ جنگ کو عسکری محاذ سے علمی و روحانی محاذ پر منتقل کر دیا جائے۔ یہ وصیت نامہ آج بھی پیرس میں محفوظ ہے جس میں چار نکاتی پروگرام پیش کیا گیا ہے:

(۱)　مسلمان قائدین میں پھوٹ ڈالنا

(۲)　کسی راسخ العقیدہ صحیح فکر و عمل والی جماعت کو منظم نہ ہونے دینا

(۳)　مسلم معاشرہ کو بے حیائی، اخلاقی انارکی اور رشوت وغیرہ کے ذریعے کھوکھلا کرنا

(۴)　غزہ (فلسطین و اسرائیل) سے انطاکیہ تک وسیع و متحد یورپین امپائر قائم کرنا۔

چنانچہ شہنشاہ فرانس کی وصیت کی روشنی میں محاذِ جنگ کو اسلحہ سے علم کی طرف موڑنے کا کام شروع ہوا، اس سلسلے میں سب سے اہم پیش رفت اس وقت ہوئی جب یورپ کا سب سے بڑا سائنس دان راجر بیکن (Roger Bacon) اور طلیطہ (Toledo) کا رئیس الاساقفہ (آرچ بشپ) ریمند لل (Ramad lull) نے رومن پوپ سے (جو تقریباً ۷۰۰ سال سے عملاً یورپ کا حکمران تھا) طویل مذاکرات و مباحثوں کے بعد عربی زبان اور اس کے ذریعے مسلمانوں کے علوم (کائناتی و سائنسی) کو حاصل کرنے کا فیصلہ کیا۔ پوپ کو شروع میں تردد تھا کہ کہیں عربی زبان اور علوم کی راہ سے مسلمانوں کا تمدن اور مذہب نہ سرایت کر جائے۔ بڑی ردّ و قدح کے بعد ان سکالرز نے پوپ کو اطمینان دلایا کہ مسلمانوں سے علوم کے حصول کے ساتھ ساتھ ہم اسلام کو مسخ کرنے اور اسلام کی نفرت انگیز و دہشت گردانہ تصویر بنانے کا کام بھی ساتھ ہی کریں گے۔ تب پوپ نے ایک عظیم مشن کے طور پر اسلامی علوم و فنون سیکھنے اور ان علوم میں مسلمانوں کو پیچھے دھکیلنے کے کام کی اجازت دی۔

اقوامِ عالم کے درمیان جنگ کا فیصلہ کن پہلو ہمیشہ علمی رہا ہے۔ شکست کھا جانے والی اقوام کے لیے دوبارہ غلبہ و عروج کی راہ صرف علم کی شاہراہ سے گزرتی ہے۔ دوسری عالمگیر جنگ میں جاپان پر امریکی فتح درحقیقت امریکہ کی سائنس و ٹیکنالوجی کی فتح تھی۔ اس بھیانک شکست کے بعد جاپان نے شکست کے حقیقی اسباب یعنی علم اور سائنس پر توجہ مرکوز کر کے علومِ فطرت میں پیش رفت جاری رکھی۔ نصف صدی کے اندر اندر اس چھوٹے سے جزیرے نے دنیا کی سب سے بڑی امپائر کو پیچھے دھکیل دیا۔ اب امریکہ کے لیے ممکن نہیں رہا کہ وہ جاپان کو نظر انداز کر سکے۔ علم نے مفتوح کو فاتح پر برتری دلوادی۔

گیارہویں صدی عیسوی میں عربوں سے ملنے والے علمی ورثہ نے عثمانیوں (ترکوں) کو اس قابل بنا دیا تھا کہ وہ دنیا کی سب سے بڑی سیاسی و عسکری طاقت (رومن امپائر) کا سامنا کر کے اسے شکست دے سکیں مگر ان سے غلطی یہ ہوئی کہ انھوں نے صرف عسکری قوت پر تکیہ کیا، علمی ورثہ کو آگے بڑھانے پر توجہ نہیں دی کیوں کہ ترکوں کا ماضی محض عسکری تھا،

وہاں کوئی علمی روایت نہیں تھی۔ انھیں احساس اس وقت ہوا جب بہت دیر ہو چکی تھی۔ ایک طرف مغرب علم میں بہت آگے بڑھ گیا تھا۔ دوسری طرف مسلمانوں نے دوسروں سے علم اخذ کرنے کی صلاحیت کھو دی تھی۔ علم سے استفادے کے لیے وسعتِ نظر ضروری ہے۔ جابر بن حیان کا قول ہے ''علم میں اضافے نیز نئے نئے انکشافات وایجادات کے لیے انسان کے سامنے کوئی حد نہیں، اسے چاہیے کہ وہ تمام کائنات کے اسرار منکشف کرنے کی کوشش کرے اور یہ کہ اس عالم سے ماوریٰ جو اسرار ہیں ان سب کو منکشف کرنے کی اسے صلاحیت عطا کی گئی ہے۔''

اسی طرح القانون مسعودی کے مقدمہ میں مسلم دنیا کی سب سے بڑی علمی وسائنسی شخصیت البیرونی کا قول نقل کیا گیا ہے: ''میں نے وہی کیا جو ہر انسان کو اپنے فن میں کرنا لازم ہے یعنی اگلوں کے اجتہادات وانکشافات کو ممنونیت کے ساتھ قبول کرے اور کہیں خلل پائے تو بے جھجک اس کی اصلاح کرے اور جو کچھ اس فن میں اسے سوجھے اپنے بعد کے زمانہ میں آنے والوں کے لیے محفوظ کر جائے۔''

برطانیہ کے سب سے بڑے مؤرخ آرنلڈ ٹوئن بی نے اعتراف کیا کہ یونان وروم کے علم الاصنام (بت پرستی) نے علم کو سب سے زیادہ نقصانات پہنچایا، اس نے مظاہرِ قدرت کو معبود (دیوی دیوتا) بنا کر تجربہ اور سائنس کا باب بالکل بند کر دیا۔ انسانیت پر علوم وسائنس کا دروازہ قرآن کے انقلابی نظریۂ توحید نے کھولا اس انقلابی نظریہ نے مظاہر قدرت کو معبود کے مقام سے اتار کر ادنیٰ مخلوق اور انسان کو اشرف مخلوق کے درجہ میں رکھا، اسی طرح مظاہرِ قدرت واشیائے کائنات، پرستش کے بجائے تسخیر اور فائدہ اٹھانے کی چیزیں بن گئیں۔ یہی بات انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا (۱۹۸۴ء) کے مقالہ نگار نے لکھی: ''یونانی علوم کارمونوں کی بے توجہی سے خاتمہ ہو گیا تھا، دوبارہ یورپ کو یہ تمام علوم عربوں اور عربی کتب کے واسطے سے ملے۔ عربوں نے ان علوم میں بیش بہا اضافہ کر کے واپس کیا، اس طرح یورپ میں سائنس کے احیاء کا دور شروع ہوا۔''

یہ بات ملحوظ رہنی چاہیے کہ یورپ نے عربوں سے اکتسابِ علم اور عربی کتب کے ترجمے صلیبی جنگوں سے نہیں بلکہ اس سے بہت پہلے شروع ہو گئے تھے۔ یہ عمل صدیوں تک مسلسل جاری رہا۔ ان کے مراکز ہسپانیہ، سسلی (اٹلی) اور بیرظہ (ترکی) رہے۔ چنانچہ فرانس کا مشہور مؤرخ موسیولیبان اپنی کتاب ''تمدن عرب'' میں لکھتا ہے ''عربی اور اسلامی علوم صلیبی جنگوں سے نہیں بلکہ اس سے بہت پہلے اندلس وسسلی کے ذریعے پہنچے۔ البتہ اس میں تیزی بارہویں صدی میں پوپ راجر بیکن اور ریمنڈلل کے منظّم منصوبہ کے بعد آئی۔ ۱۱۳۰ء میں طلیطہ کے آرچ بشپ ریمندلل (Remandlull) کی سرپرستی میں عربی سے لاطینی مترجمین کا ادارہ قائم ہوا، جس نے مختلف فنون کی عربی کتب کا لاطینی میں ترجمہ کیا:'' یاد رہے ۱۰۸۶ء میں طلیطہ (Toledo) کے سقوط کے بعد طلیطہ کے نادر کتب خانے عیسائیوں کے قبضے میں آئے۔ عیسائی قبضے کے بعد بھی بدستور عربی زبان کا چلن رہا۔ طلیطہ کے نادر کتب خانے عیسائیوں کے قبضے میں آئے۔ طلیطہ کے آرچ بشپ ریمنڈلل (1126-1115) نے ایک دارالترجمہ قائم کیا جو عربی سے لاطینی میں تراجم کے فرائض انجام دیتا تھا۔ یہ

دارالترجمہ تقریباً ایک صدی تک کام کرتا رہا۔اس میں مسلم علماء، یہودی مترجمین اور مغربی اہل قلم سب ہی ملازم تھے۔اس ادارے کا سربراہ ایک اطالوی جراد آف کریمونا (Gerard Cermona) تھا جس نے خود کم از کم ا۷ نادر کتب کا ترجمہ کیا۔اس عہد میں فلسفہ، ریاضی، طب کے علوم کو خصوصیت کے ساتھ مغربی زبانوں میں منتقل کیا گیا۔ ریمنڈلل نے کلیسا کو دعوت دی کہ علوم شرقیہ کے مطالعے کو علمی وروحانی صلیبی جنگ کے ہتھیار کے طور پر استعمال کیا جائے یہی کام روجر بیکن نے کیا۔

مغرب نے ان مجالس ومباحثوں میں اپنی کمزوریوں کی تشخیص کرلی تھی اور وہ دشمن (مسلمانوں) کی برتری کے راز معلوم کر چکے تھے، اس کمزوری کو رفع کرنے اور دشمنوں پر برتری حاصل کرنے کا جامع منصوبہ تیار کر کے اس پر عمل درآمد شروع ہوا۔ اسلامی ومشرقی علوم کا گہرا مطالعہ اس جنگی منصوبہ بندی کا اہم حصہ تھا۔ مستشرقین اس علمی وروحانی حروبِ صلیبیہ کا ہراول دستہ تھے۔ اس دور میں اس موضوع پر یورپ میں سنجیدگی سے بین الاقوامی کانفرنسیں ہوئیں، اغراض ومقاصد کا تعین ہوا، طریقہ کار طے کیے گئے، علوم مشرقیہ کے بامقصد مطالعہ کا دور شروع ہوا جن کا سب سے اہم متعینہ مقصد تھا عیسائیت کی ترویج اور اسلام کی بیخ کنی کے لیے خود کام کیا جائے اور دوسروں کو مواد پہنچایا جائے۔ کلیسا کو یہ خوف لاحق تھا کہ کہیں اسلام کے تمدنی ومذہبی اثرات مغرب میں نفوذ نہ کر جائیں، اس خدشے کے پیش نظر کلیسا نے انھیں کالے علوم کا خطاب بخشا اور اپنی حدود میں ممنوع قرار دیا اور مسلمانوں کے مادی وکائناتی علوم ونقل کرنے سے پہلے ان بپتسمہ (اسلامی اثرات ختم کرنا) ضروری سمجھا گیا۔

یہ حقیقت قابل غور ہے کہ ۱۳ویں صدی عیسوی میں یورپ میں جب علم کا چرچا شروع ہوا اس وقت ان کا مظہر وہ یونیورسٹیز تھیں جو ابتداً صرف انھی شہروں میں قائم ہوئیں جو عربی واسلامی علوم کے اخذ واکتساب کے مراکز تھے۔ مغربی مورخین نے بارہا ان جامعات کے قیام کی توجیہہ کرنے کی کوشش کی مگر اطمینان بخش توجیہہ نہ دے سکے کیوں کہ یہ جس انداز میں قائم ہوئیں ماضی میں ان کی کوئی مثال یورپ میں موجود نہ تھی، ان کا تصور نہ یونانیوں کے ہاں تھا نہ یورپ کے قرونِ وسطیٰ میں۔ یہ جدید یونیورسٹیاں اپنے منصوبوں اور تمام تر اصول وفروغ میں صرف اور صرف اسلامی عربی یونیورسٹیوں کی تقلید پر قائم تھیں۔

عربوں نے اجنبی اقوام سے علم سیکھنے کا کام اس وقت کیا جب وہ اسلام قبول کر چکی تھیں یا اسلام کے زیرنگیں آچکی تھیں، اس لیے عربوں کے اجنبیوں سے علمی استفادے میں تعصب کا عنصر بالکل نظر نہیں آتا۔اس کے برعکس مغرب نے عربوں کو اپنا دشمن وحریف سمجھتے ہوئے ان سے علم اخذ کرنا شروع کیا۔اس سے ان کے ہاں علمی سرقہ رواج پایا کہ مسلم علماء وسائنس دانوں کی دریافتوں، انکشافات اور ایجادات کا سہرا اپنے بشپوں، پادریوں اور سکالرز کے سر باندھ دیا جائے۔ چنانچہ گیارہویں صدی عیسوی میں ابن عدون (Abn Adon) نے تحریر کیا: ”کتابوں کو عیسائیوں کے ہاتھوں فروخت نہیں کرنا چاہیے کیوں کہ وہ اس کا ترجمہ کر کے اپنے بشپوں (Bishops) سے منسوب کر دیتے ہیں۔“

عربوں نے شروع ہی سے علمِ حدیث کی طرح ہر علم میں استاد پر زور دیا، یعنی عرب مصنفین یہ بتانا ضروری سمجھتے تھے کہ یہ علم انھوں نے کس سے لیا۔ جب کہ یورپ میں استاد کا رواج کبھی نہیں رہا۔ خصوصاً لاطینیوں کے ہاں عربوں کی طرح یہ اصول نہیں تھا کہ تصانیف کو ان کے اصل لکھنے والوں سے منسوب کرنا ضروری ہے۔ اس کی سب سے نمایاں مثال خود ریمنڈلل اور روجر بیکن ہی ہیں جنھوں نے تمام عمر عربوں سے علوم اخذ کیے، بعد میں بہت سی کتب لکھیں جو سب عربی الاصل یا عربوں کی کتب کا ترجمہ ہیں مگر اس کو کہیں ظاہر نہیں کیا۔ ان کا تمام تر انحصار الکندی، ابن سینا، ابن رشد وغیرہ وغیرہ جیسے عرب مؤلفین پر رہا۔ راجر بیکن کو تو پوری طرح عربوں کا شاگرد کہنا چاہیے، یورپ میں اس کی پہچان جن نئی اہم دریافتوں کے حوالے سے ہوئی یہ سب عربوں کی دریافتیں تھیں مثلاً راجر بیکن سے علم البصریات میں جو کارنامے منسوب ہیں ان کی بنیاد ابن الہیثم کے نظریات پر تھی، اسی طرح طب وفلکیات کا علم مغرب کو سپین کے مشہور یہودی عالم موسیٰ بن میمون سے ملا، جس نے ابن سینا کی القانون اور مسلمانوں کے دیگر بکثرت علوم کا ترجمہ کر کے دیا ادیلارڈ آف باتھ (Adelord of Bath) جو مغرب میں جغرافیہ وفلکیات کا بانی سمجھا جاتا ہے، اس کی مشہور کتاب (Introduction to the Astronomy) الخوارزمی کی کتاب کا ترجمہ ہے۔ مغرب کے مشہور مصنف رابرٹ نے الخوارزمی کے الجبرے کے علم کو لاطینی میں منتقل کیا، جس کی وجہ سے عربی ہندسوں نے رومن ہندسوں کی جگہ لی اور مغرب میں صفر کا استعمال شروع ہوا جس پر آج کی ریاضی، ٹیکنالوجی اور سائنس کا دارومدار ہے ورنہ رومن ہندسوں میں یہ صلاحیت نہیں تھی کہ وہ ریاضی، سائنس، ٹیکنالوجی میں استعمال ہوسکیں۔ ایک عرب عالم کی کتاب المعراج کا ترجمہ الفانسو دہم کے لیے کیا گیا۔ ۱۹۱۸ء میں آسن پولاسئس (Asin Polacius) نے یہ تحقیق کر کے مغرب کے علمی حلقوں میں تہلکہ برپا کر دیا کہ دانتے کی تصنیف (Divine COmmedia) اسی کتاب المعراج کا چربہ ہے۔ ریمنڈلل کو ۲۰ سے زیادہ اہم کتب کا مصنف سمجھا جاتا ہے۔

جدید تحقیق سے واضح ہوگیا کہ یہ سب عربی تالیفات کے ترجے ہیں۔ اسی طرح علی بن موسیٰ مجوسی کی کتاب ''کامل الضاعۃ الطبیہ'' یورپ کے اطباء میں دوسو سال تک اس حیثیت سے مقبول رہی کہ یہ مسیحی قسطنطین کی تصنیف ہے۔ عظیم البرٹس (Albertus Magnus) کو یورپ میں ارسطو کے علوم کا سب سے بڑا عالم وماہر سمجھا جاتا رہا۔ جدید تحقیقات نے ثابت کر دیا کہ وہ یونانی زبان سے ناواقف تھا، اس نے ارسطو کے جو کچھ علوم پیش کیے، وہ سب کے سب ابن سینا، ابن رشد وغیرہ کی شروح کا سرقہ تھا۔ تاتاریوں کے ذریعے بغداد کے کتب خانوں کی تباہی اور اس کے بعد قرطبہ، طلیطلہ کے کتب خانوں کا نذرِ آتش ہوجانا ایسے عظیم سانحے تھے جس نے علمی سرقوں کی تحقیقات کا امکان ہی ختم کر دیا۔

یورپ کی سرقہ کی یہ روش ۱۶ویں صدی عیسوی تک برابر چلتی رہی۔ حتیٰ کہ ۱۷ویں صدی تک مغرب کی تاریخ علوم میں عرب علماء، سکالرز کا نام یکسر فراموش ہو چکا تھا۔ چنانچہ بعد والی یورپین نسلیں اور سکالرز یہ سمجھنے سے قاصر رہے کہ ان کے پاس جو کچھ علوم ہیں، وہ عربوں کے عطا کردہ ہیں۔ بندہ کے نزدیک یہ مغرب کی علمی دہشت گردی ہے کیوں کہ اس

سب کے لیے سرقہ کا لفظ بہت چھوٹا پڑتا ہے۔

الغرض یورپ ۱۶ ویں صدی عیسوی تک کائناتی علوم وسائنس میں آگے نکل گیا اور اسے عالمی طور پر غلبہ حاصل ہوگیا۔ حتیٰ کہ ۱۶ ویں صدی میں مغل امپائر اکبر اعظم کے دور میں برصغیر کے حاجیوں کے جہاز ان کی اجازت کے بغیر سفر نہیں کر سکتے تھے۔ اس وقت ہمارے علماء وسکالر اس قسم کی مجالس منعقد کر کے معروضی حالات کا جائزہ لے کر ملتِ اسلامیہ کو بتاتے کہ یورپ کا عروج درحقیقت علمی وسائنسی ہے، یورپ نے یہ علم ہمارے اسلاف ہی سے حاصل کر کے ان میں مزید اضافہ کر کے غلبہ وقوت حاصل کی ہے۔ اس لیے ہمیں ان علوم کو جو ہماری ہی میراث ہے، دوبارہ حاصل کر کے مغرب کو علم کے میدان میں شکست دینی ہے تو تاریخ پھر اپنے آپ کو دہراتی، جیسے ۱۳ ویں صدی میں یورپ، راجر بیکن، ریمنڈ لل کے حصولِ علم کے فیصلے کے بعد یورپ میں دہرائی گئی مگر ہم نے اپنی کوتاہ فہمی سے جہد ومقابلہ کو علمی وسائنسی میدان کے بجائے صرف اسلحی اور ثقافتی وتہذیبی میدان تک محدود رکھا۔ یہ جانتے ہوئے بھی کہ علم وسائنس میں سبقت کی وجہ سے ہم مغرب سے اسلحی وعسکری طور پر بھی مغلوب بلکہ مکمل محتاجی کے عالم میں ہیں۔ اسی میدان میں مقابلہ کرتے رہے جس میں یورپ کی فتح وکامیابی اور ہماری شکست وتباہی یقینی تھی۔ ہم نے جہد وکوششوں کا رخ علوم کے بجائے یورپ کی تمدن وثقافت اور معاشرتی خرابیوں کے رد تک محدود رکھا جو آسمانی تعلیمات سے محروم اور نفس وخواہشات کے اتباع کرنے والی قوموں کا خاصہ ہے۔

الجزائر کے شیخ عبدالقادر، لیبیا کے سیدی احمد شریف سنوسی، داغستان کے امام شامل سے لے کر افغانستان کے طالبان تک دینی علوم واصناف کے اعتبار سے بہترین لوگ تھے۔ آج الجزائر، لیبیا، داغستان وافغانستان میں عسکری جدوجہد کا نتیجہ سامنے ہے۔ اب بھی ضرورت ہے کہ جدوجہد کو علمی، سائنسی وتحقیقی محاذ کی طرف بھی موڑا جائے جس طرح ۱۳ ویں صدی عیسوی میں یورپ کے مذہبی سکالرز نے کیا تھا۔ تب ہی مستقبل میں مغرب کی ہمہ جہتی غلامی سے خلاصی کی امید رکھی جاسکتی ہے ورنہ مزید تباہی وغلامی سامنے ہے۔

ماہانہ مجلس ذکر واصلاحی بیان
ابن امیر شریعت
حضرت پیر جی
سید عطاء المہیمن بخاری
دامت برکاتہم
(امیر مجلس احرار اسلام پاکستان)
2 نومبر 2008ء
اتوار بعد نماز مغرب
دفتر احرار 69/C
وحدت روڈ نیو مسلم ٹاؤن لاہور
نوٹ: ہر انگریزی ماہ کی پہلی اتوار کو بعد نمازِ مغرب مجلس ذکر واصلاحی بیان ہوتا ہے
تحریک تحفظ ختم نبوت (شعبہ تبلیغ) مجلس احرار اسلام لاہور فون: 042-5865465

نعت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

پروفیسر خالد شبیر احمد

خوبیاں ، نیرنگیاں ، رعنائیاں
مرغزارِ نعت میں دَر آئیاں

دل پہ میرے ہے ورودِ نعت و حمد
کیفِ جاں لینے لگا انگڑائیاں

وجد میں آنے لگے ہیں جان و دل
شہرِ طیبہ سے ہوائیں آئیاں

بول اے جذبِ حریمِ نعت میں
محفلیں اچھی ہیں یا تنہائیاں

جب ہوا محفل میں ذکرِ مصطفیٰ
رحمتیں بن کے گھٹائیں آئیاں

نعت سے اچھی نہیں ہے ایک بھی
ہم نے ساری صنعتیں اپنائیاں

میرے دامن میں تو اپنا کچھ نہیں
خوبیاں ساری اُنھی سے پائیاں

اُن کے خاکِ پا میں بھی میرے لیے
دو جہانوں کی بھریں رعنائیاں

ایک بھی صورت نہیں ہے آپ سی
شکلیں کیا کیا آئیاں ، ٹھہرائیاں

خاؔلد اُن سے ربط کے سب سلسلے
عشق کی ہیں بے پناہ گہرائیاں

جعفر بلوچ مرحوم

موت کو آتی نہیں ہے موت

(حضرت سید عطاء المحسن بخاریؒ کے سانحہ ارتحال پر)
(۱۲رنومبر ۱۹۹۹ء)

دینِ حنیف و علم و ادب اشک بار ہیں
سید ترے فراق میں سب اشک بار ہیں

وقت آ پڑا ہے مسندِ ارشاد و درس پر
حرف و نوا ہیں آہ بلب ، اشک بار ہیں

دل ہیں رہینِ درد و الم اور سوگوار
آنکھیں ہیں وقفِ رنج و تعب ، اشک بار ہیں

دل تو بضد تھے شیون و ماتم پہ ، ہم مگر
تسلیم کر کے مرضیٔ رب ، اشک بار ہیں

کچھ یوں بھی ہو رہی ہے بتدریج شرحِ غم
سکتے میں تھے جو پہلے ، وہ اب اشک بار ہیں

ہم مر رہے ہیں ، موت کو آتی نہیں ہے موت
ہم اپنی بے بسی کے سبب اشک بار ہیں

جو نازشِ نفس تھی کہاں کھو گئی وہ صبح
جعفرؔ تمام نور نسب اشک بار ہیں

شورش کاشمیریؒ

بیادِ اقبالؒ
احتسابِ نفس کے زاویے

یومِ اقبال کی تقریب منانے والو
اپنے ماضی کے خم و پیچ بتانے والو
اس کے اوصاف و محامِد کا پھریرا لے کر
اپنے اخلاص کی توقیر بڑھانے والو
اس کے انمول خیالوں کے پسِ منظر میں
اپنے بے نام تشخص کو اٹھانے والو
ہم پہ جو بیت گئی عشق کے ویرانے میں
اس کی روداد سرِ عام سنانے والو
اپنے پُر پیچ خیالات کی دیواروں پر
ہوسِ زر کے لیے شمعیں جلانے والو
اس نے جو کچھ بھی کہا تھا وہ تمھیں یاد نہیں
خوب و ناخوب کی پہچان مٹانے والو
نامِ اقبال تمھیں زیب نہیں دیتا ہے
آگ اسلام کے خرمن میں لگانے والو
شاعرِ شرق کے اسرار و غوامض کے الٹ
ژاژخائی کا دروبست دکھانے والو
نسلِ نَو اس سے تنومند نہیں ہوتی ہے
جلسہ گاہوں میں جوانوں کو نچانے والو
اک سیہ داغ ہو تاریخ کی پیشانی پر
اپنا کھٹ راگ سیاست میں رچانے والو
پھر ضرورت ہے تمھاری سرِ میدانِ وغا
گردنیں راہِ محمد میں کٹانے والو

(۱۹۷۵ء)

''کیا کسی کو پھر کسی کا امتحاں مقصود ہے''

پروفیسر خالد شبیر احمد

دینی سکالر اس بات پر متفق ہیں کہ قادیانیت، صہیونیت کا چربہ ہے۔ ان تمام حضرات کی تحقیق اور مطالعہ کا نچوڑ یہ ہے کہ اسلامی عقائد میں تحریف اور عیسائیت کی تکذیب کے ساتھ قادیانیوں نے اپنی تحریروں کے ذریعے یہودی مذہبی نظریات کا احیاء کیا ہے۔ قادیانیوں نے یہودیوں کو خوش رکھنے کے لیے جہاں مسلمانوں کی دل آزاری کی ہے، وہیں پر انھوں نے یہودیوں کی خوشنودی کی خاطر اور صہیونیوں کا قرب حاصل کرنے کے لیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر وہ تمام الزامات عائد کیے جو یہودی حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر روزِ اوّل سے لگاتے چلے آتے ہیں۔ قادیانیوں نے اس سلسلے میں حضرت مریم علیہا السلام کو بھی معاف نہیں کیا کہ جن کے تقدس اور احترام کی گواہی ہمیں اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب قرآن پاک سے ملتی ہے۔ مرزا قادیانی نے یہودیوں کی تقلید کرتے ہوئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مرتبے کو کم کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگایا اور اپنی شان کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بڑھانے کے لیے زمین و آسمان کے قلابے ملا دیئے۔ ان تمام جسارتوں کا مقصد صرف اور صرف ایک تھا کہ صہیونیت کا قرب حاصل ہو۔ اُن کا اعتماد حاصل کر کے ان کی مالی معاونت سے قادیانیت کے فروغ کی راہیں تلاش کی جائیں اور بلادِ اسلامیہ میں یہودیوں کی سازشوں کو کامیاب بنانے کے لیے کام کیا جائے۔

علامہ اقبال علیہ الرحمتہ کے مضامین سے بھی یہی تأثر ابھرتا ہے کہ قادیانی اپنے عقائد، اپنی سرگرمیوں اور اپنے نظریات و عقائد کے اعتبار سے بھرپور تأثر دیتے ہیں کہ وہ یہودیت کی طرف گامزن ہیں اور اُن میں اور یہودیوں میں عقائد کے لحاظ سے کوئی فرق نہیں ہے۔ علامہ اقبال کے علاوہ عرب دنیا کے دینی سکالر بھی یہی کہتے نظر آتے ہیں کہ قادیانی تحریک درحقیقت عجمی اسرائیل ہے اور ان دونوں کا دین اسلام کے خلاف زیر زمین کام کرنے کا انداز بھی یکساں نوعیت کا ہے۔

عباس محمود العقاد، شیخ ابوزہرہ مصری، الشیخ محبّ الدین الخطیب اور الشیخ محمد المدنی جیسے منفرد علمائے حق یہی ایک بات کہتے ہیں کہ قادیانیت اور صہیونیت ایک ہی سکے کے دو رخ ہیں۔ یہ تحریک استعماریت کی ایک شاخ ہے۔ ان تمام مذہبی سکالرز نے اپنی تحریروں کے ذریعے یہ ثابت کیا ہے کہ قادیانی تحریک، یہودیت کی ایک ضمنی شاخ ہے اور اس کے بنیادی عقائد اُنیسویں صدی کی یہودیت سے سو فیصد مماثلت رکھتے ہیں بلکہ ان سکالرز کی تحقیق کے مطابق جس طریقے سے قادیانیوں نے جہاد کی ممانعت کی ہے اور اپنی وحی اور نبوت کو پیش کیا ہے، یہ انیسویں صدی کے مشہور اور متعصب

یہودی علماء کا من پسند موضوع رہا ہے۔ شاید یہی وہ وجہ ہے کہ یہودیوں نے قادیانیوں کو سر پر چڑھا لیا۔ قادیانیت کی ترقی اور قادیانیوں کے ارتقاء میں یہودیوں نے ہمیشہ گہری دلچسپی کا مظاہرہ کیا ہے۔ میں نے ''نقیب ختم نبوت'' میں ''قادیانیوں کا جشن صد سالہ، حقیقت کے آئینے میں'' کے عنوان سے سات قسطوں پر مشتمل ایک طویل مضمون تحریر کیا جو اُن تفصیلات پر مشتمل ہے جو قادیانی بلادِ اسلامیہ میں یہودیوں کے ایماء پر انھیں خوش کرنے کے لیے سرانجام دیتے رہے ہیں۔

اس تمہید سے مقصد یہ ہے کہ یہ مضبوط رشتہ جو اِن دونوں خلافِ اسلام اور خلافِ پاکستان تحریکوں کے درمیان ماضی میں رہا ہے آج بھی موجود ہے اور پہلے سے زیادہ توانا ہے۔ اسرائیل کے عزائم سے ہمارے دینی اور سیاسی رہنما اور عام مسلمان سبھی واقف ہیں کہ وہ انتہائی خطرناک ہیں۔ بھارت کے ساتھ اسرائیلی تعلقات کی غرض وغایت بھی یہی ہے کہ بوقتِ ضرورت بہت نزدیک سے پاکستان کی سالمیت پر حملہ کیا جاسکے۔ اس ضمن میں ایک دو بار منصوبے بنائے گئے لیکن بیل منڈھے نہ چڑھ سکی، لیکن یہ دونوں طاقتیں اندرون اور بیرونِ ملک پاکستان اور اہل اسلام کے خلاف کوئی نہ کوئی منصوبہ بندی کرتی رہتی ہیں۔ جس میں ایک تازہ منصوبہ پاکستان کے دستور سے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے والی شق کا خاتمہ یا پھر اُسے غیر مؤثر کرنے کا منصوبہ ان کے زیرِ غور ہے۔ اخباری اطلاع کے مطابق اس سلسلے میں جدید پیپلز پارٹی اور ایم کیو ایم کے درمیان ابتدائی بات چیت ہو چکی ہے اور سوچا جارہا ہے کہ خلافِ اسلام طاقتوں کے اس عظیم مقصد کو کیسے حاصل کیا جاسکے۔ اس ضمن میں طارق عزیز قادیانی (جنرل پرویز کے معتمد خاص) پاکستان چھوڑ کر لندن اپنے گرو کے پاس بھاگ گئے تھے۔ زرداری صاحب انھیں واپس لا رہے ہیں اور کہا جارہا ہے کہ انھیں کسی ملک میں پاکستان کا سفیر بنا دیا جائے گا یا پھر پاکستان میں ہی انھیں کسی اہم عہدے پر فائز کر کے امریکہ اور یہودیوں کو یہ تأثر دیا جائے گا کہ وہ قادیانیوں پر مہربانیوں کا آغاز کرنے والے ہیں۔

یہ عجیب اتفاق ہے کہ علامہ اقبال جو قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا مطالبہ کرنے والوں میں صفِ اوّل کے رہنماؤں میں شمار ہوتے ہیں۔ اُن کے بیٹے جاوید اقبال نے جب قادیانی غیر مسلم اقلیت قرار دیئے گئے تو ارشاد فرمایا تھا کہ ''اگر قائداعظم زندہ ہوتے تو قادیانیوں کو کبھی غیر مسلم قرار دینے کی اجازت نہ دیتے۔'' اسی طرح ذوالفقار علی بھٹو رحمتہ اللہ علیہ جن کے دورِ اقتدار میں قادیانی غیر مسلم اقلیت قرار دیئے گئے اُن کے جانشین اُس قرارداد جو کہ آئین کا اس وقت حصہ ہے اُسے غیر مؤثر یا پھر دستور سے خارج کرنے کے لیے یہودیوں کے ایماء پر ایم کیو ایم کے ساتھ مل کر منصوبے بنا رہے ہیں۔ دوسرے الفاظ میں جدید پیپلز پارٹی کے رہنما امریکہ کے یہودیوں کو خوش کرنے کی روش میں اس قدر آگے نکل گئے ہیں کہ نہ انھیں ملک کی پروا ہے اور نہ ہی دین کا کچھ احساس۔ دراصل زرداری صاحب ہوں یا پھر الطاف بھائی دونوں ایسی فضا میں پروان چڑھے ہیں کہ جس میں ایک صحیح العقیدہ مسلمان سانس لینا بھی گوارا نہیں کرسکتا اور ان لوگوں کے افکار و کردار میں دینی غیرت کی کوئی رمق باقی نہیں رہی۔ یہ دونوں دراصل جانتے ہی نہیں اور نہ جاننا ضروری سمجھتے ہیں کہ

قادیانی عقائد دینِ اسلام کے بنیادی عقائد کے خلاف ایک کھلم کھلا اعلانِ جنگ ہے اور یہ اعلانِ جنگ پاکستان و ہند کے غیور مسلمانوں نے قبول کرتے ہوئے ایک صدی تک دین کے تحفظ کی خاطر قادیانیوں کے خلاف ایک طویل جدوجہد کی ہے۔ اس جدوجہد میں قید و بند کی صعوبتیں ہی نہیں بلکہ ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت کے شہداء کا خون بھی شامل ہے۔ یہ جدوجہد ایک صدی تک جاری رہنے کے بعد بھی ختم نہیں ہوئی بلکہ جاری ہے اور یہ جنگ اُس وقت تک جاری رہے گی جب تک قادیانی یا تو اسلام قبول نہیں کر لیتے یا پھر اپنے آپ کو امتِ مسلمہ سے الگ ہونے کا اعلان نہیں کر دیتے۔

جدید پیپلز پارٹی کو کم از کم اس بات کا ہی احساس کر لینا چاہیے کہ جس شخص کی کمائی وہ سیاسی اقتدار کی صورت میں کھا رہے ہیں، اُس کی عزت و عظمت بھی کوئی شے ہے۔ اُس نے قومی اسمبلی سے یہ قرارداد منظور کروائی تھی حالانکہ وہ اگر چاہتے تو صدر سے ایک آرڈیننس کی صورت میں بھی یہ کام کروا سکتے تھے۔ انھوں نے قادیانیوں کو قومی اسمبلی میں اپنے مؤقف کو پیش کرنے کا پورا موقع دیا اور مرزا ناصر اور اُس کے وکلاء کی فوج ظفر موج نے کھلم کھلا قومی اسمبلی میں اس بات کا اقرار کیا کہ وہ مرزا غلام احمد کو نبی مانتے ہیں اور جو اُن کو نبی نہیں مانتا، انھیں ہم کافر کہتے ہیں۔ اب آپ بتائیں کہ اس کے بعد قومی اسمبلی نے تو وہی کچھ کرنا تھا جو انھوں نے کیا۔ اُس اسمبلی میں کوئی علمائے کرام کی اکثریت تو نہیں تھی وہاں پر کئی سیکولر ذہن کے اراکین بھی موجود تھے جنھوں نے قادیانی اعلان کے بعد اُس قرارداد پر دستخط کر دیئے جو کہ آئین کا حصہ بننے والی تھی۔ اگر قادیانی اپنے غلط اور گمراہ کن عقائد میں اتنے پختہ ہیں کہ اُس کے اظہار کرنے میں انھیں ذرا جھجک محسوس نہیں ہوتی تو پھر ہم اپنے عقائد، جن کا منبع و ماخذ قرآن و حدیث ہے اُن سے انحراف کیسے کر لیں کہ یہ ہمارے دین، ہماری عاقبت اور اب تو ہمارے آئین اور قانون کے احترام کا بھی معاملہ ہے۔ چودھری ظفر اللہ قادیانی نے قائداعظم کا جنازہ نہیں پڑھا اور غیر مسلم سفیروں کے درمیان بیٹھا رہا۔ جب اُس سے پوچھا گیا کہ تم نے قائداعظم کا جنازہ نہیں پڑھا تو اُس نے جواب میں برملا کہہ دیا کہ:

''آپ مجھے ایک کافر ریاست کا مسلمان وزیر خارجہ سمجھ لیں یا پھر مسلم ریاست کا کافر وزیر خارجہ۔''

پیپلز پارٹی والے قائداعظم اور علامہ اقبال کا نام لے لے کر لوگوں کے سامنے اُن سے اپنی محبت کا اظہار کرتے ہوئے نہیں تھکتے۔ اگر زرداری اور الطاف بھائی کو واقعی قائداعظم اور علامہ اقبال سے عقیدت ہے اور یہ دونوں اُن کے ہی تصورات کے مطابق پاکستان کو تبدیل کرنا چاہتے ہیں تو پھر قادیانیوں پر یہ ناجائز اور غیر آئینی مہربانیوں کی بارش کا کیا جواز ہے کہ قائداعظم کو قادیانی کافر کہتے ہیں اور علامہ اقبال نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا مطالبہ کیا جس کی منظوری کا مرحلہ ذوالفقار علی بھٹو کے دورِ حکومت میں طے ہوا۔ جس کے آپ دن رات گن گاتے ہیں اور ''جیئے بھٹو'' کا نعرہ ایوانِ صدر میں بھی لگانے سے گریز نہیں کرتے۔ آپ یہ بتائیں کہ یہ بھٹو سے عقیدت ہے یا پھر محض لوگوں کو دھوکہ دینے کی کوشش اگر اسے منافقت نہ کہا جائے تو آپ ہی بتا دیں کہ پھر اسے کیا کہنا چاہیے۔ جنابِ عالی اسے دھوکہ بھی کہا جا سکتا ہے اور

اسے فریب کہتے ہوئے بھی ہمیں کوئی عار نہیں ہے۔ کہنا پڑتا ہے کہ:

گلشن تمام زد پہ ہے بادِ سموم کی
کیا کیا نہ گل کھلائے فریب ِ بہار نے
دو پل کی زندگی پہ تو ہے کتنا شادماں
کہہ دی ہے گل کے کان میں یہ بات خار نے

اِدھر آپ ملکی مفادات اور دینی تقاضوں کو بالائے طاق رکھ کر قادیانیوں کے ساتھ الفت ومحبت کی پینگیں بڑھا رہے ہیں، اُدھر قادیانی اور یہودی کیا کررہے ہیں۔ وہ امریکہ کے ساتھ مل کر پاکستان کے سیاسی، معاشی اور معاشرتی حالات کو زوال کی آخری حدوں تک لے جانے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں۔ آپ کی قیادت کا تو فرض تھا کہ آپ ملک کے بگڑتے ہوئے حالات کو سنوارنے اور بہتر بنانے کے لیے کوئی ٹھوس اور مضبوط منصوبہ بندی کرتے۔ بجلی کے بحران، مہنگائی کا الاؤ، دہشت گردی کے نام پر ریاستی تشدد، امریکہ کی پاکستان کے اندر ناجائز مداخلت، ان کے علاوہ نہ جانے اور کتنے مسائل اس وقت ملک کو درپیش ہیں۔ چھ ماہ کے اندر آپ کی حکومت نے ان مسائل کو حل کرنے کے لیے کوئی عملی قدم نہیں اٹھایا بلکہ حیرت تو یہ ہے کہ چھ ماہ کے اندر آپ وفاقی کابینہ تشکیل نہیں دے سکے۔ ایک وزیر کے پاس پانچ پانچ محکمے ہیں۔ اس سب کچھ کے ہوتے ہوئے آپ چلے ہیں قادیانیوں کو بحال کرنے۔ آپ کی خدمتِ اقدس میں گزارش ہے کہ یہ بھاری پتھر ہے۔ آپ سے نہ اٹھایا جاسکے گا، الٹا گردن ٹوٹنے کا خطرہ آپ کو لاحق رہے گا۔ ان منصوبوں کو بالائے طاق رکھ دیجیے اور سب سے پہلے آپ بی بی بےنظیر کے قاتلوں کو تلاش کرنے کا فرض جو آپ کا اخلاقی فرض بھی ہے، اُس کی طرف توجہ دیں۔ کتنی بے حسی کی بات ہے کہ بےنظیر کے قاتلوں کا کچھ اتا پتا نہیں۔ وہ یواین او کدھر ہے، کہاں گئی؟ ابھی تک تو پاکستان میں ہمیں کہیں نظر نہیں آئی جس پر آپ آس لگائے بیٹھے ہیں۔ بےنظیر کے قاتلوں کا پتا لگانا کوئی ایسا مشکل کام بھی نہیں ہے جس کے لیے آپ حضرات کو یواین او کی ضرورت محسوس ہو رہی ہے۔ بس فقط بلاول ہاؤس کے محافظ اعلیٰ جناب ''شہنشاہ'' کے قاتلوں کا پتا لگانے سے بےنظیر کے قاتلوں کا سراغ مل جائے گا۔ لہٰذا جو کام آپ کے کرنے کے ہیں، اُدھر توجہ دیں۔ ان قادیانیوں کو چھوڑیئے یہ قادیانی نہیں یہودی ہیں جو پاکستان میں دندناتے پھرتے ہیں۔ پاکستان کا کھاتے ہیں، پاکستان کا پیتے ہیں، پاکستان کے اعلیٰ عہدوں پر فائز ہیں۔ پاکستان کے شہری ہونے کے ناتے ہر طرح کی مراعات بھی حاصل کرتے ہیں، لیکن پاکستان کے دستور کو تسلیم کرنے سے انکار کرتے ہیں کہ اس سے ان کی نام نہاد مسلمانی مجروح ہوتی ہے۔

آخر میں اس شعر پر اپنی بات ختم کرتا ہوں:

آگ ہے، اولادِ ابراہیم ہے، نمرود ہے
کیا کسی کو پھر کسی کا امتحاں مقصود ہے

دوسری قسط

فلسطین، اسرائیل اور سر ظفر اللہ خان

پروفیسر مشتاق خان کیانی (لندن)

جنرل صاحب کی خودنوشت میں اس بات کا متعلقاً ذکر نہیں ہے کہ کس طرح ایک فوجی جرنیل نے قومی فوج کو اپنی ذاتی ملکیت سمجھ کر اپنے ذاتی مفادات کے لیے ناجائز استعمال کیا اور ایک جمہوری طور پر منتخب حکومت کو برطرف کر کے ملک کا مطلق العنان حاکم بن بیٹھا۔

کسی بھی جمہوری ملک میں طاقت کا غلط یا ناجائز استعمال اور پھر اپنی ذاتی مفاد میں استعمال ایک سنگین جرم ہے۔ مجرم اگر فوجی ہے تو وہ کورٹ مارشل کا مستحق ہے۔ اگر غیر فوجی ہے تو وہ بغاوت کا مرتکب۔ دونوں صورتوں میں مجرم سزائے موت کا مستحق ہے۔ مگر جنرل پرویز مشرف اس سنگین جرم پر ایسی بددیانتی سے پردہ ڈالتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ گویا یہ جرم نہیں بلکہ ایک قومی خدمت اور ایک خوبصورت کھیل ہے۔ ان کی یہ کتاب ان کی بہادری اور ڈینگوں کی ہزار داستان ہے۔ ایک جوہری (Nuclear) طاقت ہونے کے باوجود وہ امریکہ کی ایک زبانی دھمکی سے اس قدر حواس باختہ ہو جاتے ہیں کہ وہ اپنی بہادری کی سب ڈینگیں بھول جاتے ہیں۔ ہتک آمیز اور شرمناک بزدلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے جنرل صاحب امریکہ کے صلیبی اور صہیونی جنگوں میں اس کے اتحادی بن جاتے ہیں اور جارج بش کے سامنے گھٹنے ٹیک کر کہتے ہیں:

ہم نے ان کے سامنے پہلے تو خنجر رکھ دیا
پھر کلیجہ رکھ دیا، دل رکھ دیا، سر رکھ دیا

اس غیر معمولی بزدلی کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ مشرف امریکہ کے توسیع پسندانہ سامراجی جنگوں میں شامل ہو کر ایک کرایہ کے سپاہی اور داروغہ بننے پر رضامند ہو جاتے ہیں اور لاکھوں افغان اور پاکستانی مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلتے ہیں۔ اور اس غداری کی قیمت دس بلین (ارب) ڈالر وصول کرتے ہیں:

دری خسروی کی غلامی تو لے لی
مگر جذبۂ کوہِ کُن بیچ ڈالا

پھر افسوسناک بات یہ ہے کہ جنرل مشرف کو اپنی اس واضح اور عریاں غداری کا نہ تو احساس ہے اور نہ ہی ندامت اور پشیمانی بقول اقبال:

وہ جو ناخوب تھا بتدریج وہی خوب ہوا
کہ غلامی میں بدل جاتے ہیں قوموں کے ضمیر

یعنی غلامی میں جہالت، تنگ نظری، غداری، ضمیر فروشی، انتہا پسندی اور دہشت گردی روشن خیالی کے نام سے پکارے جاتے ہیں اور اس پر فخر کیا جاتا ہے۔ لہٰذا جنرل مشرف کی خودنوشت ہو یا جنرل ایوب خان کی یا سر ظفر اللہ خان کی ''تحدیثِ نعمت'' اس قماش کی وہ تمام خودنوشت کتابیں جھوٹ اور غلط بیانی کے پلندے ہوتے ہیں اور ان کی کوئی علمی یا تاریخی حیثیت نہیں ہوتی۔

اگر انصاف سے دیکھا جائے تو مستقبل کا مؤرخ جب پاکستان کے حالات پر تبصرہ کرے گا تو وہ ہرگز ان تینوں حضرات کی خودنوشت کتابوں کو کسی بات کی تائید یا تردید میں بطور ثبوت پیش نہیں کرے گا۔ کیوں کہ یہ سب جھوٹ، غلط بیانی، خودستائی اور مصنف کی انائیت (Ego) کی تشہیر کے سوا اور کچھ نہیں ہیں:

خدا ہم کو ایسی خدائی نہ دے
جو اپنے سوا کچھ دکھائی نہ دے

جناب راجہ نصر اللہ خان کی سادگی (Naivety) پر اکثر تعجب ہوتا ہے اور ترس بھی آتا ہے۔ وہ اپنے بے بنیاد دعویٰ کے ثبوت میں ایک اور ٹوڈی، وفادار خدمت گزار جناب شاہد امین کی گواہی سر ظفر اللہ خان کی تائید میں پیش کرتے ہیں۔ میں تو شروع سے کہتا چلا آ رہا ہوں کہ سر ظفر اللہ خان اور سر ملک فیروز خان نون کی مہربانی سے پاکستان کی وزارتِ خارجہ ٹوڈیوں، برطانوی سامراج کے کاسہ لیسوں، ذہنی غلاموں اور خطاب یافتہ ''غلامانِ خاص'' سے بھرپور ہے۔ یہ سب برطانوی اور امریکی سامراج کے ایجنٹ ہیں اور اپنے آقاؤں کے لیے کام کرتے رہے ہیں اور کرتے ہیں۔ یہ لوگ روایتی منافقت سے کام لیتے ہوئے ظاہراً یہ بتاتے ہیں کہ وہ پاکستان اور پاکستانی عوام کے مفادات کے لیے کام کرتے ہیں۔ اپنی بے بنیاد اور ناقص کارکردگی کی ایسی لمبی لمبی روداد بنا کر پیش کر کے ایک دوسرے کے فرضی کارناموں کے گیت گاتے ہیں اور ایک دوسرے کی تعریف کے مینار تعمیر کرتے ہیں اور عام لوگوں کو بیوقوف بنانے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ کاش کہ ان مفاد پرست اور سامراج کے گماشتوں کے یہ دعوے کہ وہ ملک اور قوم کی خدمت کرتے ہیں، سچے ہوتے تو پھر ملک کا یہ حشر نہ ہوتا۔ پاکستانی حاکموں اور سامراج کے گماشتوں اور مارِ آستینوں کو مخاطب کر کے مرحوم مصطفیٰ زیدی نے کیا خوب کہا تھا:

تم نے ہر عہد میں ہر نسل سے غداری کی　　　تم نے بازاروں میں عقلوں کی خریداری کی
تم نے ہر دور میں دانش پہ کئی وار کیے　　　جبر کے منہ میں دہکتے ہوئے الفاظ دیئے
اپنی آرائش اک عمرِ گریزاں کے لیے　　　سب کو تاراج کیا، اپنے مراعات کے لیے
تم تو سکوں کی لپکتی ہوئی جھنکاروں میں　　　اپنی ماؤں کو اٹھا لاتے ہو بازاروں میں

چنانچہ جناب شاہد امین سر ظفر اللہ خان کی دفاع اور تعریف میں فرماتے ہیں کہ اقوامِ متحدہ میں سر ظفر اللہ خان نے کشمیر سے متعلق پاکستان کا کیس بڑے مضبوط طریقے سے پیش کیا تھا۔ کسی کیس کو مضبوطی سے پیش کرنے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ کیس جس کی آپ وکالت کر رہے ہیں، جیت جاتے ہیں یا حالات کو اپنے مؤکل کے حق میں بہتر بنانے میں کامیاب

ہوجاتے ہیں۔ اگر آپ یہ نہیں کرسکتے ہیں تو پھر اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ آپ وہ کیس ہار گئے۔ اس صورت میں آپ کا یہ دعویٰ کہ میں نے کیس مضبوطی سے پیش کیا محض جھوٹ، دھوکہ اور فریب ہے۔ اس طرح کے دعوے کھوکھلے، بے معنی اور گمراہ کن دعوے ہیں اور ان کی کوئی حقیقت نہیں ہوتی۔ اس طرح کے جھوٹے دعوے عوام کو بے وقوف بنانے کے لیے کیے جاتے ہیں۔ پھر یہ ایک حقیقت ہے کہ کس کیس کی مضبوطی یا کمزوری سے پیش کرنے کا دارومدار نتائج پر ہوتا ہے۔ نتائج کے لحاظ سے اگر ہم دیکھیں تو کشمیر میں ۱۹۴۷ء سے لے کر آج تک نہ تو پاکستان کے حق میں اور نہ کشمیریوں کے حق میں کوئی پیش رفت ہوئی ہے بلکہ پاکستان کی پوزیشن اور زیادہ خراب اور پاکستان کا کیس بہت کمزور ہوگیا ہے۔ کشمیر میں حالات میں کوئی تبدیلی یا بہتری نہیں آئی ہے۔ کشمیر پر ہندوستان کا تسلط اور زیادہ مضبوط ہوگیا ہے اور کشمیری عوام بدستور ہندوستانی مظالم کی چکی میں پس رہی ہے۔ ان حقیقی اور زمینی حالات اور واقعات سے آنکھیں بند کرنا اور متواتر یہ رٹ لگانا کہ ''سر ظفر اللہ خان نے اقوامِ متحدہ میں کشمیر کے حوالہ سے پاکستان کا کیس مضبوطی سے پیش کیا تھا۔'' ایک گمراہ کن اور جھوٹا دعویٰ ہے اور احمقانہ بددیانتی کی انتہا ہے۔ پھر ظاہر ہے کہ شاہد امین جیسے فرماں بردار اور سامراج کے پلے ہوئے خادم اپنے مربی کی آخر تعریف ہی کریں گے۔ یہ وہی ''بیٹے کی صدارت میں باوا کی غزل خوانی'' والی بات ہوئی۔

اب ہم سر ظفر اللہ خان کی خودنوشت ''تحدیثِ نعمت'' پر تفصیل سے بحث کریں گے اور قارئین کرام پر واضح کریں گے کہ جس کتاب کو راجہ نصر اللہ خان، سر ظفر اللہ خان کے قومی اور ملکی خدمات کی سند سمجھ کر پیش کرتے ہیں، وہ کس قدر جھوٹ، غلط بیانی، گمراہ کن پراپیگنڈا اور ذہنی بددیانتی کا مرقع ہے۔

مارچ ۲۰۰۰ء میں تل ابیب اسرائیل سے ایک کتاب چھپی تھی، کتاب کا نام ہے:

Beyond the Veil- Israel- Pakistan Relations. By Prof. P.R Kumara Sawami. Jaffe Centre for Stratefgic Studies. Telaviv University- Israel.

اس کتاب کا اردو ترجمہ ہوگا: ''پردہ کے پیچھے اسرائیل اور پاکستان کے تعلقات'' اس کتاب میں اسرائیل اور پاکستان کے تعلقات کے خفیہ سفارتی تعلقات کے رخ سے پردہ ہٹایا گیا ہے تاکہ پردہ کے پیچھے جو چہرے ہیں وہ صاف نظر آئیں۔ پردہ اٹھ جانے کے بعد جو چہرہ نمایاں نظر آتا ہے وہ یادش بخیر ہمارے ہیرو سر ظفر اللہ خان ہیں۔ چنانچہ یہ واضح ہوجاتا ہے کہ ۱۹۴۵ء میں جب خان صاحب ایک کانفرنس میں شرکت کے لیے لندن تشریف لاتے ہیں تو پہلے سے تیار کردہ ایک پلان کے مطابق فوراً ان کی ملاقات مسٹر چیم ویزمین (Mr. Chaim Weizmann) سے کرائی جاتی ہے جو کہ جوئش ایجنسی کے صدر ہیں۔ پہلی ملاقات میں مسٹر ویزمین اس قدر بے تکلف ہوجاتے ہیں کہ ہمارے ''شیرِ قادیان'' کو فلسطین آنے کی دعوت دیتے ہیں۔ یہ جانتے ہوئے کہ فلسطین ایک متنازعہ علاقہ ہے اور جوئش ایجنسی فلسطین میں ایک یہودی ریاست قائم کرنے کی جدوجہد میں سرگرم عمل ہے۔ ان حقائق کے باوجود ہمارے شیرِ قادیان فوراً اور بلاپس وپیش اس ہنگامی دعوت کو قبولیت کا شرف بخشتے ہیں اور فلسطین کے لیے تیار ہوجاتے ہیں۔ بلکہ نہایت بے چینی سے اس گھڑی کا انتظار کرتے ہیں۔ فلسطین

میں یہودی ایجنسی کے کارکن پہلے سے چشمِ براہ ہیں اور سرظفراللہ خان کا بے چینی سے انتظار کر رہے ہیں۔ ان کی فلسطین آمد پر ان کا شاہانہ استقبال کیا جاتا ہے اور اعلیٰ مہمان نوازی جو خاص دوستوں کے لیے مخصوص ہوتی ہے سے ان کو نوازا جاتا ہے۔ ایک ہفتہ مخصوص مہمان نوازی، سیر و تفریح اور مکمل ذہن شوئی کے بعد سرظفراللہ خان مسٹر ویز مین کو بے مثال مہمان نوازی کے لیے شکریہ کا خط لکھتے ہیں اور یہ بھی لکھتے ہیں کہ ''یہاں آنے سے پہلے مجھے معلوم نہ تھا کہ مسئلہ فلسطین اس قدر پیچیدہ اور مشکل مسئلہ ہے مگر مجھے امید ہے کہ اس کا کوئی نہ کوئی حل ضرور نکل آئے گا۔'' اگرچہ سرظفراللہ خان نے یہ بتانے کی زحمت نہ کی کہ آخر وہ مشکلات کیا ہیں اور ان مشکلات کا حل ان کے ذہن میں کیا ہے۔ مگر بعد کے واقعات اور حالات بتاتے ہیں کہ یہ ''مشکلات'' اور ان کا ''حل'' کیا تھا۔ دراصل یہ حل جس کے بارے میں خان صاحب نے اشارہ کیا ہے۔ یہ فلسطین کی تقسیم اور یہودی ریاست کا قیام ہے۔ کیوں کہ یہودی اور عیسائی صہیونی ایک عرصہ سے فلسطین کی تقسیم کا مطالبہ کر رہے تھے۔ چنانچہ اس مطالبہ کو تسلیم کرتے ہوئے برطانوی حکومت نے ۱۹۱۷ء میں بالفر (Balfour) اعلانیہ کے ذریعے اس بات کی تصدیق کر دی کہ تقسیم فلسطین اور ایک یہودی ریاست کا قیام ان کا نصب العین ہے۔ مگر جونہی فلسطینی عربوں کو اس سازش کا پتا چلا تو پھر انھوں نے سخت مخالفت شروع کی اور فلسطین کی تقسیم کے صہیونی منصوبے کو روکنے کی کوشش شروع کی۔ فلسطینی عربوں کی مخالفت زور پکڑ گئی تو برطانوی سامراج اور یہودی، عیسائی صہیونی اداروں کو بڑی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ ایسے مشکل وقت میں برطانوی سامراج کو ہمیشہ اپنے پرانے اور آزمائے ہوئے وفادار، نمک خوار اور تابعدار خادموں کی ضرورت پڑتی ہے۔ چنانچہ ایسے کٹھن وقت میں بھلا ''شیرِ قادیان'' سے بہتر کون خدمت انجام دے سکتا تھا۔ کیوں کہ چودھری ظفراللہ خان اپنی وفاداری کے ثبوت میں یہ فخریہ اعلان کر سکتے تھے کہ:

میں اُن اجداد کا فرزند ہوں کہ جنھوں نے پیہم
ایک اجنبی قوم کی سایہ کی حمایت کی ہے
غدر کی ساعتِ ناپاک سے لے کر آج تک
ہر کڑے وقت میں انگریز کی خدمت کی ہے

چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ سرظفراللہ خان برطانوی سامراج کے غیر رسمی سفیر کے طور پر صہیونی ایجنسی کی دعوت پر خود فلسطین جا کر حالات کا جائزہ لیتے ہیں اور پھر عربوں کو یہ قائل کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ مسئلہ فلسطین کا واحد حل تقسیم فلسطین ہے اور عربوں کا فائدہ اسی میں ہے کہ وہ تقسیم فلسطین کو قبول کریں اور مخالفت سے باز آجائیں۔ مگر اس بات پر کسی کو تعجب نہیں کرنا چاہیے کہ سرظفراللہ خان نے اپنی خودنوشت ''تحدیثِ نعمت'' میں اس اہم واقعہ کا ذکر نہیں کیا ہے کہ وہ صہیونی ایجنسی کی دعوت پر فلسطین گئے تھے۔ اس ابتدائی فلسطینی دورے کے بعد جو صہیونی ایجنسی کے زیر اہتمام منظم ہوا تھا۔ آپ مشرقِ وسطیٰ کے دوسرے عرب ممالک یعنی مصر اور شام (سوریہ) کا بھی دورہ فرماتے ہیں اور دوسرے عربوں کو بھی قائل کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ تقسیم فلسطین سے متعلق وہ برطانوی اور صہیونی تجاویز کو قبول کریں مگر کمال عیاری، شاطری اور روایتی

بد دیانتی سے کام لیتے ہوئے سر ظفر اللہ خان نے ان تمام واقعات کو سراسر نظر انداز کیا اور اپنی خود نوشت میں کوئی ذکر نہیں کیا۔

جیسا کہ میں نے پہلے ذکر کیا ہے، اسرائیل کے قائم ہونے اور صہیونی عزائم کے کامیاب ہونے کے آثار روز بروز عیاں اور واضح ہوتے نظر آ رہے تھے۔ اس کے نتیجہ میں عربوں میں بڑی بے چینی اور اضطراب کی کیفیت پیدا ہو رہی تھی اور مخالفت میں روز بروز اضافہ ہو رہا تھا۔ ان حالات سے نمٹنے کے لیے سر ظفر اللہ خان کو یہودی ایجنسی کی چھتری تلے اور برطانوی سامراج کے ایماء پر مشرقِ وسطیٰ اور فلسطین بھیج دیا گیا۔ ان کے فرائض میں دو باتیں شامل تھیں:

(۱)　وہ ایک اچھے مخبر یا جاسوس کا کردار ادا کریں اور یہ معلوم کر کے برطانوی حکومت کو آگاہ کریں کہ عربوں کا عندیہ کیا ہے، وہ کیا چاہتے ہیں اور آئندہ ان کے عزائم و ارادے کیا ہیں؟

(۲)　افہام و تفہیم اور گفت و شنید کے ذریعے فلسطینی عربوں کو مخالفت سے باز رکھا جائے اور ان کو اس بات پر قائل کیا جائے کہ تقسیم فلسطین ضروری ہے۔

انگریزوں کے لیے جاسوسی کرنا اور مخبر بننا نہ کوئی نئی بات تھی اور نہ یہ عیب سمجھی جاتی تھی۔ بلکہ تمام ٹوڈیوں اور خطاب یافتہ غلاموں کے لیے تمغۂ امتیاز اور انتہائی وفاداری کی علامت سمجھی جاتی تھی۔ بلکہ یہ کہنا صحیح ہوگا کہ ہندوستان میں انگریز سامراج کا تمام کاروبار اور مؤثر طرزِ حکومت کی کامیابی کا دارومدار جاسوسی اور مخبری پر منحصر تھا۔ خان صاحب کے ''پیرومرشد'' یعنی مرزا غلام احمد قادیانی انگریزوں کے جاسوس تھے اور اس جاسوسی پر فخر کرتے تھے اور اسے اپنی وفاداری اور تابعداری کے ثبوت میں پیش کر کے اپنے آپ کو ''غلامانِ خاص'' میں شمار کرتے اور مزید مراعات کے طالب ہوتے۔

چنانچہ مرزا صاحب خود فرماتے ہیں:

> ''چونکہ قرین مصلحت ہے کہ سرکارِ انگریزی کی خیرخواہی کے لیے ایسے نافہم مسلمانوں کے نام بھی نقشہ جات (لسٹ) میں درج کیے جائیں جو در پردہ اپنے دلوں میں برٹش انڈیا کو دارالحرب قرار دیتے ہیں اور ایک چھپی ہوئی بغاوت کو اپنے اندر رکھ کر فساد کرتے ہیں۔ لہٰذا یہ نقشہ (لسٹ) اسی غرض سے تیار کیا گیا ہے تاکہ اس میں اُن ناحق شناس لوگوں کے نام لکھوں جو ایسے باغیانہ سرشت کے آدمی ہیں...... اس لیے ہم نے اپنی محسن گورنمنٹ کی پولیٹیکل خیرخواہی کی نیت سے یہ چاہا کہ ان شریر لوگوں کے نام لکھے جائیں۔''
>
> (درخواست مرزا غلام احمد، قادیان، تبلیغ رسالت، جلد ۵، صفحہ ۱۱، ۱۸۹۶ء)

مگر یہ سر ظفر اللہ خان اور ان کی احمدی جماعت سے بڑی ناانصافی ہوگی۔ اگر میں کہوں کہ صرف خان صاحب اور ان کی جماعت کے لوگ اس مذموم اور غلامانہ خدمت اور کاروبار میں مصروف تھے، نہیں ایسا نہیں تھا۔ ہندوستان کے تقریباً سب ٹوڈی جاگیردار اور خطاب یافتہ خدمت گار اس غلامانہ خدمت گزاری میں مصروف تھے اور ہندوستان کے بڑے مشہور اور قد آور شخصیات اس غلامانہ اور مذموم کاروبار میں مشغول و مصروف تھے۔ پہلی جنگِ عظیم کے دوران جب کہ ترکی کی عثمانیہ سلطنت انگریزوں کے خلاف جنگ میں شامل ہوگئی تو ہندوستان کے عام باشندوں (ہندو، مسلم) کی ہمدردیاں ترکوں

کے ساتھ تھیں۔ اسی زمانے میں تحریک خلافت وجود میں آئی اور عثمانی سلطنت کے حق میں سیاسی اور اجتماعی سرگرمیاں بڑے زور و شور سے چلتی رہیں۔ اس وجہ سے ترکی کے سلطان عبدالحمید دوم ہندوستانیوں کے لیے بڑے دوستانہ اور احترام کے جذبات رکھتے تھے۔ اس جذبہ سے فائدہ اٹھانے کے لیے ہندوستان کو انگریز حکومت نے سرسلطان محمد شاہ آغا خان (موجودہ آغا خان کے دادا) کو جاسوسی اور مخبری مشن پر ترکی بھیجا۔ چنانچہ ۱۹۱۵ء سے لے کر ۱۹۲۳ء تک آغا خان متواتر ترکی جاتے رہے اور سلطان عبدالحمید سے ملتے رہے۔ آغا خان کے جاسوسی مشن کا مقصد یہ تھا کہ وہ سلطان کو اعتماد میں لے کر جنگ سے متعلق ان کے خیالات اور آئندہ منصوبہ بندی کے راز معلوم کر کے انگریز حکومت تک پہنچائے۔ چنانچہ آغا خان نے انگریز کے حسبِ منشا یہ خدمات انجام دیں اور ان خدمات کے صلہ میں ان کو ”ہز ہائی نس“ (His Highness) کا شاہی خطاب دیا گیا۔ ۱۹۶۹ء میں جب برطانوی کیبنٹ کے خفیہ ریکارڈ چھپ کر منظر عام پر آئے تو تب پتا چلا کہ آغا خان صاحب انگریز سامراج کے جاسوس تھے اور مخبری کرتے تھے۔ مگر سرظفر اللہ خان کی طرح آغا خان صاحب نے بھی ان واقعات کا ذکر اپنی خودنوشت میں نہیں کیا۔ اس سلسلہ میں مزید تفصیلات میں جانا چونکہ میرے موضوع سے باہر ہے، اس لیے میں فقط اس شعر پر اکتفا کروں گا:

داورِ محشر! میرا نامۂ اعمال نہ دیکھ
اس میں کچھ پردہ نشینوں کے بھی نام آتے ہیں

مشرقِ وسطیٰ کی جاسوسی مہم پر روانہ ہونے سے پہلے سرظفر اللہ کے ساتھ ایک صیہونی (Zionist) جاسوس بھی نتھی کر دیا گیا تھا۔ مسٹر ایریل ہائیڈ (Mr. Aeriel Heyd) جوئش ایجنسی میں جاسوسی امور کے نگران تھے۔ مسٹر ہائیڈ (Mr. Heyd) کا سرظفر اللہ خاں کے ساتھ سفر کرنے کا مقصد صرف یہ تھا کہ جوئش ایجنسی یہ دیکھنا چاہتی تھی کہ سرظفر اللہ خاں کس قدر یہودی اور عیسائی صیہونی پروگرام کے مطابق کام کرتے ہیں۔ چنانچہ مسٹر ہائیڈ نے سرظفر اللہ خاں کی تمام نجی ملاقاتوں اور تقریروں کی خفیہ رپورٹ مسٹر چیم ویزمین (Mr. Chaim Weimann) کو بھیجتے رہے۔ یہ خفیہ رپورٹیں دیکھ کر مسٹر ویزمین بہت خوش ہوتے تھے۔ کیوں کہ ان رپورٹوں کے مطابق سرظفر اللہ خان میں ایک بہت بڑی ذہنی تبدیلی نمایاں طور پر نظر آ رہی تھی۔ اب وہ عام ہندوستانیوں کے برخلاف تقسیم فلسطین اور قیامِ اسرائیل کے حامی نظر آ رہے تھے۔ ان ذہنی تبدیلیوں کی خبر پا کر مسٹر ویزمین بہت خوش ہوئے اور سرظفر اللہ خان کو خط لکھا اور اس تبدیلیٔ قلب پر اُن کا شکریہ ادا کیا۔

(دیکھیے مسٹر ویزمین کی ڈائری)

یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ وسط انیسویں صدی سے عیسائی اور یہودی صیہونی (Zionists) اس کوشش میں لگے ہوئے تھے کہ یہودیوں کو لا کر فلسطین میں آباد کیا جائے۔ چونکہ یہ علاقہ ترکی کی عثمانیہ سلطنت کے تحت تھا تو برطانوی حکومت نے سفارتی اور غیر سفارتی ذرائع سے ترکی حکومت پر دباؤ ڈال کر یہودیوں کو فلسطین میں آباد کرنے کی کوششوں میں لگی رہی۔ برطانوی سیاست کی بڑی مشہور شخصیات اس معاملہ میں سرگرم عمل تھیں۔ لارڈ پامرزٹن (Lord Palmerston) جو دو دفعہ وزیر اعظم اور تین دفعہ وزیر خارجہ رہ چکے تھے، اپنے قریبی دوست لارڈ شفبری (Lord

(Shaffesbury) سے مل کر یہودیوں کو فلسطین میں آباد کرنے کے بڑے حامی اور سرگرم عمل صہیونی تھے۔ چونکہ یہ دونوں حضرات نہایت بنیاد پرست اور کٹر قسم کے عیسائی تھے اور عیسائی عقائد کے مطابق یسوع مسیح کے دوبارہ آنے سے پہلے یہودیوں کا فلسطین میں آباد ہونا ضروری ہے۔ اس لیے یہ حضرات طرح طرح کے حیلہ بہانہ سے یہودیوں کو فلسطین میں آباد کرنے کی کوششوں میں لگے رہے اور اس سلسلہ میں انھوں نے اپنا سرکاری اور غیر سرکاری اثر و رسوخ استعمال کیا۔ پھر ہم دیکھتے ہیں کہ بیسویں صدی کے آغاز میں برطانیہ کے دو مشہور وزیر اعظموں نے یعنی لائیڈ جارج (Lioyd George) اور ونسٹن چرچل (Winston Churchill) نے یہودیوں کو فلسطین میں آباد کرنے اور قیامِ اسرائیل میں نمایاں کردار ادا کیا۔ بلکہ اگر چرچل کو اسرائیل کی پیدائش کی دائی کہا جائے تو یہ مبالغہ نہ ہوگا۔ مزید تفصیلات کے لیے دیکھئے پروفیسر ڈین شر بُرک کی کتاب ''دی پولیٹکس آف اپکلپس The Politics Of Apocalypes, By Prof. Dan. Sherbok اور پروفیسر کرس ہیج کی کتاب ''امریکی فسطائی The American Facists By Prof. Chris Hedges.

عالمی جنگ عظیم اوّل کے بعد جب سلطنت عثمانیہ ختم ہو رہی تھی تو برطانیہ اور فرانس نے ۱۹۱۶ء میں ایک خفیہ معاہدہ کے ذریعے جو Sykes-Picot کے نام سے مشہور ہے۔ مشرقِ وسطیٰ کو آپس میں تقسیم کیا۔ اسی بندر بانٹ کے ذریعے برطانیہ نے عراق اور فلسطین پر قبضہ جما لیا اور فرانس نے شام (سوریہ) پر اپنا قبضہ مضبوط کیا۔ فرانس کا شام پر قبضہ اور دلچسپی کی دو وجوہات تھیں:

(۱) صلیبی جنگوں کے زمانہ سے کچھ فرنچ نسل کے عیسائی شام میں چھپ کر رہ گئے تھے۔ فرانس ان فرنچ نسل کے عیسائیوں کے ذریعے اپنا مستقل قبضہ جمانا چاہتا تھا اور شام کے دو ٹکڑے کر کے ایک نیا ملک لبنان کے نام سے پیدا کر کے ان فرانسیسی نسل کے عیسائیوں کو دینا چاہتا تھا۔

(۲) دوسری وجہ یہ تھی کہ گیارہویں صدی کے صلیبی جنگوں میں غازی صلاح الدین ایوبی کے ہاتھوں فرانس کی صلیبی فوجوں کی بڑی پٹائی ہوئی تھی اور ذلت آمیز شکست کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ اتنی صدیاں گزر جانے کے بعد بھی فرانس کے حکمران اُس ذلت آمیز شکست کو نہیں بھولے تھے، وہ انتقام کی آگ میں جل رہے تھے۔

اتنی صدیاں گزر جانے کے باوجود وہ آگ ٹھنڈی نہیں ہوئی تھی۔ اس جنونی انتقام کا جذبہ شام پر دوبارہ قابض ہونے کے لیے متحرک تھا۔ چنانچہ ۱۹۱۶ء کے خفیہ معاہدہ (Sykes-Picot) کے تحت جب شام فرانس کے قبضہ میں آیا تو جنرل ہنری گورود (General Henri Gouraud) شام کا پہلا فرانسیسی گورنر مقرر ہو کر فاتحانہ طور پر دمشق میں داخل ہوا اور سب سے پہلے صلاح الدین ایوبی کی قبر پر پہنچ گئے۔

نہایت گہرا جنونی مذہبی تعصب اور احمقانہ تنگ نظری کا مظاہرہ کرتے ہوئے سینہ تان کر صلاح الدین ایوبی کی قبر پر کھڑا ہوا اور یوں للکار کر قبر سے مخاطب ہوا:

''صلاح الدین! دیکھ ہم پھر سے آ گئے ہیں۔ میرا اس وقت یہاں موجود ہونا اس بات کی دلیل ہے اور گواہی ہے کہ صلیب کو ہلال پر تقدس اور برتری حاصل ہے۔''

ہم جو ٹھہرے اجنبی اتنی ملاقاتوں کے بعد
خون کے دھبے دھولیں گے کتنی برساتوں کے بعد

قارئین کرام! اب اس تاریخی پس منظر کی مختصر تشریح کے بعد دیکھئے کہ سر ظفر اللہ خان اپنی خود نوشت میں اس غاصبانہ، ظالمانہ، جنونی، متعصب، انتقامی بندر بانٹ کو کس طرح ہمدردانہ اور معصومانہ انداز میں پیش کرتے ہیں اور اس بیا نک جرم ملک گیری پر کس دل کش انداز میں پردہ ڈالتے چلے جاتے ہیں۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

''البتہ دمشق اور حلب کے مغربی جانب کے علاقے کے لیے ممکن ہے، کسی خاص نظام کی ضرورت پیش آئے۔ کیوں کہ اس علاقے میں فرانس کی بعض خاص ذمہ داریاں ہیں۔'' (''تحدیث نعمت''، ص ۴۸۵)

وہ ''خاص نظام'' کیا ہے، جس کی یہاں ''ضرورت'' پیش آرہی ہے اور وہ ''خاص ذمہ داریاں'' کیا ہیں؟ ان باتوں کی تشریح سے سر ظفر اللہ خان دانستہ گریز کرتے ہیں۔ حالانکہ ان کو بخوبی معلوم ہے کہ ان ''خاص ذمہ داریاں'' کیا ہیں اور ''خاص نظام'' کا کیا مطلب ہے مگر میں قارئین کو بتا تا چلوں کہ یہ ''خاص نظام'' اور یہ ''خاص ذمہ داریاں'' یہ اشارہ ہے شام کی تقسیم، ایک ملک لبنان کی تخلیق اور صلیبی جنگوں کے انتقام کی طرف۔ مگر سر ظفر اللہ خان کھلم کھلا ان جرائم کو بیان کر کے اپنے صہیونی اور سامراجی آقاؤں کو کیسے ناراض کر سکتے تھے۔ اس لیے تو وہ اس بات کو اور تاریخی واقعات کو گول مول کر گئے:

لے گئے تثلیث کے فرزند میراثِ خلیل
خشتِ بنیاد کلیسا بن گئی خاکِ حجاز

اسی طرح خان صاحب فلسطین کے حالات اور صہیونی یلغار کی بات کرتے ہیں تو بدستور روایتی بددیانتی اور دروغ گوئی کا سہارا لے کر حقیقی حالات و واقعات پر پردہ ڈالتے ہوئے غلط بیانی سے قارئین کی توجہ اصل مسائل سے ہٹانے کی کوشش کرتے ہیں۔ مثلاً فرماتے ہیں:

''۱۹۳۴ء تک صہیونیت فلسطین میں اپنے قدم جما چکی تھی اور اس کا اقتدار بڑھتا جا رہا تھا۔ عرب اراضیات بتدریج صہیونی ایجنسی کی ملکیت اور تصرف میں منتقل ہو رہی تھی۔'' (''تحدیثِ نعمت''، ص ۸۷۔۴۸۶)

جن لوگوں کو حالات اور واقعات کے تاریخی پس منظر کا علم ہے وہ دیکھ رہے ہیں کہ سر ظفر اللہ خان کس چالاکی، عیاری اور بددیانتی سے مگر معصومانہ انداز میں صہیونی جرائم پر پردہ ڈالتے ہوئے چلے جاتے ہیں اور یہ تاثر دینے کی کوشش کرتے ہیں کہ صہیونیت کا فلسطین میں قدم جمانا اور عرب زمینوں پر قابض ہونا گویا ایک قدرتی اور فطری عمل تھا جو کہ بتدریج خود بخود ظہور پذیر ہو رہا تھا۔ ایسا قدرتی اور فطری عمل جیسا کہ پانی ہمیشہ قدرتی طور پر اور خود بخود فراز سے نشیب کی طرف بہتا ہے۔ جیسے دن کے بعد رات اور رات کے بعد دن قانونِ قدرت کے فطری عمل کے پابند ہیں۔

جاری ہے

ادارہ

آئینہ کیوں نہ دوں کہ تماشا کہیں جسے

پاکستان کے ۶۰۰ قادیانی اسرائیلی فوج میں بھرتی ہوگئے:

کراچی (خصوصی رپورٹ) پاکستان سے تعلق رکھنے والے ۶۰۰ سے زائد قادیانی اسرائیلی فوج میں بھرتی ہو چکے ہیں اور وہ وہاں مختلف عہدوں پر رضا کارانہ خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ اسرائیلی ڈیفنس فورسز کے ترجمان نے بتایا کہ مختلف مذاہب، ممالک اور معاشرتی پس منظر سے تعلق رکھنے والے افراد فوج میں خدمات انجام دے رہے ہیں۔ ان میں کئی لوگ مختلف حملوں میں ہلاک بھی ہوگئے۔

مقامی اخبار کی رپورٹ کے مطابق اسرائیلی فوج میں پاکستان سے تعلق رکھنے والے یہودی محقق ڈاکٹر آئی ٹی ٹومی نے اپنی کتاب ''اسرائیل اے پروفائل'' میں انکشاف کیا ہے کہ قادیانی جماعت سے تعلق رکھنے والے ۶۰۰ افراد اسرائیلی ڈیفنس فورسز میں خدمات انجام دے رہے ہیں۔ ''لندن پوسٹ'' میں یکم اکتوبر کو ایک رپورٹ میں یہودی محقق کی مذکورہ کتاب کے حوالے شائع کیے گئے ہیں۔ مذکورہ یہودی محقق نے انکشاف کیا کہ پاکستان، بھارت، کارگل جنگ کے دوران قادیانی جماعت سے تعلق رکھنے والے افراد نے بھاری مقدار میں چندہ جمع کر کے بھارت کو عطیہ دیا تھا۔ ایوارڈ یافتہ صحافی اور تجزیہ نگار ڈاکٹر شاہد قریشی نے بھی یہ انکشاف کیا ہے کہ ۱۹۹۵ء میں جب کراچی آگ اور خون میں ڈوبا ہوا تھا، اس وقت مانچسٹر کے ایک قادیانی ریسٹورنٹ میں اہم عہدے پر فائز قادیانی لیڈر نے انھیں ملاقات کے لیے بلایا تھا اور آگے پہنچانے کے لیے یہ پیغام دیا تھا کہ اگر کراچی میں امن چاہیے تو پاکستان میں قادیانیوں کو امان ملنی چاہیے۔ ڈاکٹر شاہد قریشی نے ''لندن پوسٹ'' میں اپنے مضمون میں لکھا ہے کہ گزشتہ ایک عشرے سے پاکستان میں چاہے جس کی بھی حکومت ہو، قادیانیوں کا کوئی نہ کوئی غیر منتخب نمائندہ، طاقت اور نمایاں اختیارات کے ساتھ حکومت میں شامل رہا ہے اور اس بات کا امکان ہے کہ پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت آئین پاکستان کی اس ترمیم کو ختم کر دے جو پاکستان پیپلز پارٹی ہی کے بانی قائد ذوالفقار علی بھٹو نے ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو پارلیمنٹ میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دے کر کی تھی۔ ایک مضمون میں یہودی محقق ڈاکٹر آئی ٹی ٹونی کی کتاب ''اسرائیل اے پروفائل'' کا حوالہ دیا گیا ہے جس میں ڈاکٹر ٹونی نے قادیانی جماعت کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ پاکستانی مسلمانوں کا ایک فرقہ ہے مگر اسے سیاسی تعصب کا سامنا ہے۔ اسرائیلی فورسز میں پاکستان سے تعلق رکھنے والے قادیانیوں کے ۶۰۰ افراد مختلف خدمات انجام دے رہے ہیں۔ ادھر جب اسرائیلی ڈیفنس فورسز کے ترجمان سے رابطہ کیا گیا

تو ان کا کہنا تھا کہ اسرائیل ڈیفنس فورسز میں دنیا بھر سے کئی مذاہب اور مختلف معاشرتی پس منظر سے تعلق رکھنے والے رضا کار خدمات انجام دے رہے ہیں۔ واضح رہے کہ اسرائیلی ڈیفنس فورسز میں کام کرنے والا ہر رکن رضا کارانہ خدمات پیش کرتا ہے۔ ترجمان انبال نوئے کے مطابق عرب عیسائی، فلسطینی اور اسرائیلی مسلمان اور دنیا کے دیگر خطوں کے مختلف معاشرتی پس منظر سے تعلق رکھنے والے افراد بھی اسرائیلی ڈیفنس فورسز کا حصہ ہیں۔ اسرائیلی ڈیفنس فورسز کی ویب سائٹ پر دنیا کے کسی بھی باشندے کو بلا تخصیص نسل، مذہب، زبان اسرائیلی ڈیفنس فورسز میں شامل کئی مسلمان، مختلف جنگوں میں ہلاک بھی ہوئے ہیں۔ ان مسلم خاندانوں کا حوصلہ بڑھانے کے لیے اسرائیل کے فوجی سربراہ نے بذاتِ خود ان خاندانوں سے ملاقات کی۔ حالانکہ معمول کے مطابق ایسا نہیں کیا جاتا۔ واضح رہے کہ اسرائیل میں ہر بالغ مرد و عورت پر فوجی خدمات مقررہ مدت تک انجام دینا لازمی ہے، مگر مسلم شہریوں کو اس سے استثنٰی دیا گیا ہے۔ مزید تحقیق کی گئی تو حیرت انگیز انکشاف یہ ہوا کہ چند عشرے قبل تک کی قادیانی کتابوں میں کھلے عام اسرائیل میں موجود قادیانی مشن، ان کی تفصیلات اور یہودیوں کے ساتھ دوستانہ تعلقات کا ذکر موجود ہے مگر اب ایسا نہیں۔ قادیانی کسی بھی ایسی بات کو چھپاتے ہیں جو اسرائیل کے ساتھ ان کے تعلقات کو آشکار کرے۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے پڑپوتے مرزا مبارک احمد نے اپنی کتاب ''ہمارے غیر ملکی سفارت خانے'' میں لکھا ہے۔ اسرائیل میں قادیانی سفارتی مرکز حیفہ کے ماؤنٹ کارمل پر واقع ہے۔ یہاں ہماری ایک لائبریری، ایک عبادت گاہ، سفارت خانہ، ایک ڈپو اور ایک سکول بھی ہے۔ (روزنامہ ''نوائے وقت'' ملتان، ۵/اکتوبر ۲۰۰۸ء)

پاکستانی قادیانیوں کی اسرائیلی فوج میں بھرتی:

ایک برطانوی اخبار کی رپورٹ کے مطابق پاکستان سے تعلق رکھنے والے قادیانی اسرائیلی فوج میں بھرتی ہو چکے ہیں۔ اور وہاں مختلف عہدوں پر رضا کارانہ خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ اسرائیلی ڈیفنس فورسز کے ترجمان نے اس کی تصدیق کرتے ہوئے بتایا ہے کہ مختلف مذاہب، ممالک اور معاشرتی پس منظر سے تعلق رکھنے والے افراد اسرائیلی فوج میں خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ ''لندن پوسٹ'' میں شائع ہونے والی اس رپورٹ میں یہ انکشاف بھی کیا گیا ہے کہ پاکستان، بھارت کارگل جنگ کے دوران قادیانی جماعت سے تعلق رکھنے والے افراد نے بھاری مقدار میں چندہ جمع کر کے بھارت کو عطیہ دیا تھا۔ رپورٹ میں یہ امکان بھی ظاہر کیا گیا ہے کہ پیپلز پارٹی کی موجودہ حکومت آئینِ پاکستان کی اس ترمیم کو بھی ختم کر سکتی ہے جو اس پارٹی کے بانی ذوالفقار علی بھٹو نے ۷/ستمبر ۱۹۷۴ء کو پارلیمنٹ میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دلانے کے لیے منظور کرائی تھی۔

اگر اس رپورٹ کے مندرجات درست ہیں تو یہ انتہائی تشویشناک صورت حال ہے جس کی حکومت کو اعلیٰ سطح پر

تحقیقات کرانی چاہیے۔ پاکستان کی سالمیت کے خلاف اسرائیل کے عزائم کسی سے ڈھکے چھپے نہیں جو ہماری ایٹمی تنصیبات پر حملہ کرنے کے لیے صرف اعلانات کرنے تک ہی محدود نہیں رہا، اس کی منصوبہ بندی بھی کر چکا ہے، جس پر عمل درآمد کے لیے وہ موقع کی تاک میں ہے۔ مسلم اُمہ کے خلاف اسرائیل کے سرپرست کروسیڈی جارج بش بھی اکثر اپنے خبثِ باطن کا اظہار کرتے رہتے ہیں۔ اس لیے ان حالات کی موجودگی میں پاکستان کے شہری قادیانیوں کا اسرائیلی فوج میں بھرتی ہونا اس پاکستان دشمن ملک کو پاکستان کی سالمیت پر وار کرنے کے مترادف ہے۔ اگر قادیانیوں سے متعلق اس معاملہ میں موجودہ حکومت کا کوئی عمل دخل ہے، جس کی نشاندہی برطانوی اخبار میں شائع ہونے والی رپورٹ سے بھی ہوتی ہے تو ملکی سالمیت کے حوالے سے اس سے زیادہ تشویشناک اور کوئی بات نہیں ہوسکتی۔ اس لیے حکومت کو اس رپورٹ کا باریک بینی سے مشاہدہ کر کے قوم کو اپنے مؤقف سے آگاہ کرنا چاہیے۔'' (ادارتی شذرہ روزنامہ ''نوائے وقت'' ۶؍ اکتوبر ۲۰۰۸ء)

''سرراہے'':

خبر ہے کہ پاکستان کے ۶۰۰ قادیانی اسرائیلی فوج میں بھرتی ہوگئے۔

ایک زمانہ تھا کہ قادیانی پاکستانی فوج میں بھرتی ہونے کو ترجیح دیتے تھے کیونکہ ان کی اپنی مخصوص ترجیحات تھیں۔ یہی تاثر اگر اسرائیلی فوج کی طرف منتقل ہوگیا ہے تو اس پر اچنبھا ظاہر نہیں کرنا چاہیے۔ البتہ یہ حیرانی ضرور ہے کہ آج تک کبھی کوئی پاکستانی اقلیت اتنی تعداد میں ظاہر ظہور اسرائیلی فوج میں بھرتی نہیں ہوئی۔ یوں لگتا ہے کہ حقائق کھلنے کی صدیاں آ پہنچی ہیں۔ ہر گروہ، ہر فرد، غرض دنیا کی ہر چیز اپنی اصلیت اپنے ہاتھوں ظاہر کرنے پر آمادہ ہے۔ قادیانی جو اپنے آپ کو احمدی کہتے ہیں، اب قادیانی بھی نہ رہے، اسرائیلی ہوگئے۔ بے چارے علماء دین کب سے چیخ رہے تھے کہ یہ جو گروہِ قادیان سے پاکستان میں دَر آیا تھا، آہستہ آہستہ کسی کی نمائندگی کرتے ہوئے پاکستان کے رگ و پے میں سرایت کر گیا ہے، اس لیے اس کی نقل و حرکت پر نظر رکھی جائے۔ جہاں تک اقلیتوں کے حقوق کا تعلق ہے تو پاکستان کا کونسا شعبہ ہے ، جس میں قادیانیوں کو اعلیٰ ترین منصب نہیں دیئے گئے۔ اگر پھر بھی ۶۰۰ قادیانی پاکستان سے اٹھ کر اسرائیلی فوج میں بھرتی ہوجاتے ہیں تو خود جماعت احمدیہ بتائے کہ ان کو کس کیٹیگری میں رکھا جائے اور اگر حکومت نے جانتے بوجھتے اتنے سارے قادیانیوں کو اسرائیل جانے دیا ہے تو ہم مجبور ہوں گے کہ یہ سگنل بھی امریکہ سے چلا ہوگا اور ہماری تاروں سے ہوتا ہوا ہمارے حکمرانوں تک پہنچا ہوگا اور وہ بے چارے بھی مجبور ہیں، کیا کریں؟ (روزنامہ ''نوائے وقت''، ۷؍ اکتوبر ۲۰۰۸ء)

قادیانی اور مسلمان کے قتل میں فرق!

پچھلے دنوں میرپورخاص میں دو قادیانی خاندانی جھگڑوں کی بنا پر قتل ہوگئے۔ قتل کسی وجہ سے بھی ہو قابل مذمت

ہے۔ خدا کا فرمان ہے کہ ایک بے گناہ انسان (چاہے وہ مسلمان ہو یا غیر مسلم) کا قتل ساری انسانیت کا قتل ہے۔ چنانچہ مذکورہ دو قادیانیوں کا قتل بھی قابل مذمت ہے اور یہ مذمت کی بھی گئی لیکن امریکی حلقوں نے اس قتل کا الزام حقائق معلوم نہ ہونے یا پھر عادت کی وجہ سے ''اسلامی انتہا پسندوں'' پر لگا دیا۔ کراچی کی ایک جماعت نے بھی یہی کیا۔ حالانکہ یہ خاندانی دشمنی کا شاخسانہ تھا۔

انھیں دنوں ننکانہ صاحب کے نواحی گاؤں چک نمبر ۴، گ۔ ب میں تحریک ختم نبوت کے ایک کارکن کو مقامی قادیانیوں نے سر عام فائرنگ کر کے قتل کر دیا جس پر احتجاج کرتے ہوئے ننکانہ بار نے ہڑتال کی اور ہزاروں شہریوں نے بہت بڑے احتجاجی مظاہرے بھی کیے لیکن ''مذہبی اختلاف'' کے نام پر ہونے والے اس قتل کی مذمت کرنا نہ امریکہ کو یاد رہا نہ کراچی کی اس جماعت کو جس نے میرپور کے واقعے پر مذمتوں کی برسات کر دی تھی۔ حالانکہ مسلمان کی جان بھی اتنی ہی محترم ہے جتنی قادیانی یا کسی اور کی۔

ننکانہ کے ایک وکیل رہنما مہر محمد اسلم ناصر نے ایک مراسلہ بھیجا ہے جس میں اس قتل کی مذمت کا مطالبہ کیا گیا ہے لیکن میں مذمت نہیں کروں گا کیونکہ روشن خیال حضرات مجھے انتہا پسند قرار دے دیں گے۔ البتہ وزیر اعلیٰ پنجاب سے یہ اپیل کرنے میں کوئی حرج نہیں کہ سرِ عام قتل کرنے والے نامزد ملزموں کے خلاف کارروائی کے علاوہ اس تھانیدار کے خلاف بھی کارروائی کی جائے جس نے مبینہ طور پر اس قتل کے ملزموں کی مدد کی اور اس کے عوض بھاری رشوت لی۔

(عبداللہ طارق سہیل ''وغیرہ وغیرہ'' روزنامہ ''ایکسپریس''، ۱۰ر اکتوبر ۲۰۰۸ء)

امریکی سنیٹر کی خدا کے خلاف مقدمہ کی درخواست مسترد:

واشنگٹن (اے پی پی) امریکی ریاست نیبراسکا کے جج نے رکن کانگریس کی طرف سے خدا کے خلاف مقدمہ درج کرانے کی درخواست خارج کر دی۔ نیبراسکا کی ڈوگلس کاؤنٹی کی ڈسٹرکٹ کورٹ کے جج مارلن پوک نے مدعی سنیٹر ارنی چیمبرز کی درخواست یہ کہہ کر مسترد کر دی کہ انھوں نے خدا کا کوئی معقول پتا فراہم نہیں کیا تھا جس کے ذریعے خدا تک رسائی حاصل ہو سکے۔ ارنی چیمبرز نے اپنی درخواست میں لکھا تھا کہ خدا نے ان کو ان کے حلقے کے ووٹروں کو اور پوری دنیا کے انسانوں کو خوفناک قدرتی آفات اور ان سے بڑے پیمانے پر ہونے والے جانی و مالی نقصان اور تباہی کے ذریعے خوف اور دہشت میں مبتلا کر دیا ہے۔ (روزنامہ ''ایکسپریس'' ملتان، ۱۸ر اکتوبر ۲۰۰۸ء)

انڈونیشیا میں قادیانیوں کے خلاف پابندی لگانے کا اعلان

میاں علی رضا

زیرِنظر اخباری رپورٹ میں، قادیانیوں کا ذکر ''احمدی فرقے'' کے نام سے کیا گیا ہے۔ ہمارے نزدیک یہ عرفیت درست نہیں۔ قادیانی، ایک غیر مسلم اور اُمت سے الگ ہیں، کوئی فرقہ نہیں۔ تاریخی طور پر بھی وہ قادیانی اور مرزائی ہی کہلاتے آئے ہیں۔ تاہم یہ رپورٹ ایک معاصر ہفت روزہ سے بعینہٖ نقل کی جارہی ہے۔ (ادارہ)

انڈونیشیا کے دارالحکومت جکارتہ میں ہزاروں افراد کے اجتماع نے قادیانیوں کے خلاف احتجاج کیا ہے۔ صدارتی محل کے باہر مقررین نے ۲۰راپریل ۲۰۰۸ کو اپنے خطاب میں اس اقلیتی برادری پر پابندی لگانے کا مطالبہ کیا تھا۔ گزشتہ ہفتے ایک حکومتی پینل نے بھی احمدی فرقے پر اسلام کے خلاف عقائد رکھنے کی وجہ سے پابندی عائد کرنے کی تجویز پیش کی تھی لیکن احمدی فرقے والوں کا کہنا ہے کہ انڈونیشیا کے آئین کے مطابق انھیں بھی دوسرے فرقوں کی طرح تحفظ حاصل ہے۔ احمدی فرقے کا عقیدہ ہے کہ ان کے بانی مرزا غلام احمد جن کا انتقال ہندوستان میں ۱۹۰۸ء میں ہوا تھا۔ ایک جھوٹے مدعیٔ نبوت تھے اور یہ مسلمانوں کے عقیدۂ ختم نبوت کے خلاف ہے۔ احمدی فرقے سے تعلق رکھنے والے لوگوں کو دنیا کے اکثریتی ممالک میں مذہبی اختلافات کی وجہ سے پریشانیوں اور پابندیوں کا سامنا ہے۔ جکارتہ میں ہونے والے مظاہرے میں سخت گیر موقف رکھنے والی اسلامی تنظیموں نے حصہ لیا اور ان تنظیموں کا عقیدہ ہے کہ احمدی مسلمان نہیں ہیں۔ مقررین نے احمدی فرقے پر پابندی کے ساتھ ساتھ مظاہرین کو احمدی عقیدے پر یقین رکھنے والے لوگوں کو انڈونیشیا سے باہر نکالنے پر بھی زور دیا۔ جکارتہ میں بی بی سی کے نمائندے ''لوسی ولیمسن'' کے مطابق مظاہرین اپنے موقف پر کافی سخت تھے۔ انھوں نے مزید کہا کہ یہ لوگ احمدی فرقے کو اسلام کے لیے خطرہ سمجھتے ہیں اور ایسے نظام کو جس میں مختلف اقلیتوں کو انفرادیت برقرار رکھنے کا حق ہو، مغربی طرز کی سیکولرازم کی نظر سے دیکھتے ہیں، لیکن انڈونیشیا کے صدر سوسیلو بمبانگ اس صورتحال سے کافی مشکل میں پڑ گئے ہیں، کیونکہ انڈونیشیا کے آئین کے مطابق ملک میں سب کو مذہبی آزادی حاصل ہے۔ اس سلسلے میں قادیانیوں کے خلاف مسلسل احتجاج ہوتا رہا اور حکومت پر دباؤ بڑھتا گیا۔ آخر کار ۱۰رجون ۲۰۰۸ء کو حکومت نے قادیانیوں کے

خلاف سخت پابندیاں لگانے کا اعلان کر دیا۔ اے ایف پی کے مطابق انڈونیشی کابینہ نے قادیانیوں کو ان کے عقیدے کی تشہیر، تعبیر اور سرگرمیوں سے روک دیا ہے۔ دوسری طرف جکارتہ میں اسلامی گروپوں نے پھر صدارتی محل کے سامنے قادیانیوں کے خلاف مکمل پابندی کے لیے مظاہرہ کیا اور مظاہرین نے صدر سے مطالبہ کیا کہ احمدیوں کو کافر قرار دیا جائے، ورنہ جہاد شروع کر دیا جائے گا۔ جس کی بنا پر کابینہ نے قادیانیوں کو تبلیغ کرنے سے روک دیا۔

۱۳/ اگست ۲۰۰۸ء کو دارالحکومت جکارتہ میں ہزاروں مسلمانوں نے جمع ہو کر اسلامی حکومت کے تحت واحد اسلامی سلطنت کے قیام کا مطالبہ بھی کیا ہے۔ بنیاد پرست اسلامی تنظیم ''حزب التحریر'' کے زیر اہتمام جکارتہ کے فٹ بال سٹیڈیم میں ہونے والی اس اسلامی کانفرنس میں ایک لاکھ سے زائد افراد جمع ہوئے جن میں خواتین کی تعداد بھی بہت زیادہ تھی، جنھوں نے نقاب کے ساتھ ساتھ پیشانی پر کلمہ طیبہ لکھا ہوا تھا۔ اس کانفرنس میں دنیا بھر سے آئے ہوئے مقررین نے خطاب کیا۔ شرکاء نے ایسے کتبے اٹھا رکھے تھے جن پر اسلامی حکومت کی بحالی کے لیے نعرے درج تھے۔ جکارتہ سٹیڈیم میں مسلمانوں کا اتنی بڑی تعداد میں جمع ہونے کا مقصد پوری دنیا میں صرف ایک متحد اسلامی ریاست کے قیام کا مطالبہ تھا۔ کانفرنس میں ایک ۲۴ سالہ نوجوان اکبر بھی شامل تھا جو ''حزب التحریر'' کے رکن نہیں ہیں لیکن اس کانفرنس کے بارے میں وہ کہتے ہیں ''یہ کانفرنس کسی ایک گروپ کے لیے نہیں ہے۔ میرے خیال میں اگر آپ انڈونیشیا میں شرعی قوانین کا نفاذ چاہتے ہیں تو آپ کو اس کانفرنس میں ضرور شامل ہونا چاہیے۔'' حزب التحریر کی اراکین دو طالبات ہانی اور وشنو کا کہنا تھا کہ وہ اسلام اور خلافت دونوں کی حمایت کے لیے اس کانفرنس میں شریک ہوئی ہیں۔ ''وشنو'' کہتی ہیں میں حزب التحریر میں اس لیے شامل ہوئی کیونکہ یہ باقی تمام اسلامی تنظیموں کی نسبت زیادہ منظم اور متحد ہے۔

اگرچہ یہ کانفرنس ایسے لوگوں کا اجتماع تھا جن کے نظریات انڈونیشیا میں جمہوری طریقے سے منتخب کی گئی حکومت کو گرا کر نئی شرعی حکومت بنانے کی عکاسی کرتے ہیں، لیکن کانفرنس کے مقررین میں شمس الدین بھی شامل تھے جو حکومت کے حامی اور انڈونیشیا کی دوسری بڑی اسلامی جماعت ''محمدیہ'' کے سربراہ ہیں۔ انھوں نے اپنے خطاب میں کہا کہ چونکہ اس ملک کے عوام کی اکثریت مذہبی لوگوں پر مشتمل ہے۔ چنانچہ یہاں پر لبرل ڈیموکریسی یعنی آزاد خیال جمہوریت کی بجائے ان کامن (غیر معروف) ڈیموکریسی کی ضرورت ہے جس کی بنیاد مذہبی اقدار پر ہو۔ مذہبی اقدار سے مراد ضروری نہیں کہ یہ اسلامی اقدار ہوں۔

کانفرنس سے قبل اس کے مقاصد کے بارے میں کئی قیاس آرائیاں کی جا رہی تھیں۔ ''حزب التحریر'' کا دعویٰ ہے کہ وہ انتہا پسند تنظیم نہیں ہے۔ نہ تو اس کا کوئی عسکری دھڑا ہے اور نہ ہی اس نے کبھی پُر تشدد کارروائی کی ہے۔ حزب التحریر کا قیام ۱۹۵۳ء کو یروشلم میں عمل میں آیا۔ تقی الدین کو اس تنظیم کا بانی سمجھا جاتا ہے۔ انڈونیشیا میں اس تحریک نے احمدی

فرقے کے خلاف بہت زیادہ فعال اقدامات کیے ہیں۔حزب التحریر کی ویب سائٹ میں اس جماعت کا ایجنڈا موجود ہے جس میں مغرب اور یہودیوں سے نفرت کا پرچار کیا گیا ہے، جبکہ احمدی فرقے والوں کی ویب سائٹ میں محبت کا پرچار کیا گیا ہے اور کسی سے نفرت نہیں کی گئی۔ دونوں تنظیموں کو دنیا کے مختلف ممالک میں بین کیا گیا ہے لیکن وجوہات مختلف ہیں۔ مشرقِ وسطیٰ میں حزب التحریر کو دہشت گرد تنظیم اور تقریباً سارے یورپ میں اسے کالعدم قرار دیا جاچکا ہے۔ جبکہ احمدی فرقے کو مسلمان ممالک میں اقلیت قرار دیا جاچکا ہے۔

مغربی دنیا کی طرف سے اسلام کی مخالفت کے باوجود انڈونیشیا میں اسلام کی مقبولیت میں روز بروز اضافہ ہورہا ہے۔مغرب کی مخالفت نے دنیا بھر کو اسلام کے بارے میں جاننے پر تیار کیا اور سیکولرازم کی لہروں میں بہنے والے مسلمان معاشروں پر بھی اس کے گہرے اثرات مرتب ہوئے۔سیکولرازم اور ماڈریٹ کہلانے والے ان ممالک میں اسلام کی اصل روح کی نمو پذیری کے لیے اسلامی تحریکیں وجود میں آئیں۔انڈونیشیا کا شمار بھی ایسے مسلم ممالک میں ہوتا ہے جو مسلمان ریاست ہونے کے باوجود سیکولر سٹیٹ کہلاتے ہیں۔

انڈونیشیا دنیا میں سب سے بڑا مسلم ملک ہے جس میں سیکولر جمہوریت قائم ہے۔کئی سالوں سے سیکولر انڈونیشیا میں اسلام پسندی کی لہریں زور پکڑ رہی تھیں، خواتین کی بڑی تعداد نے سر پر سکارف اوڑھنا شروع کردیا ہے۔ پہلے انڈونیشیائی مسلمانوں کی زیادہ تر تعداد میانہ روی کی قائل تھی لیکن ۱۱ ستمبر کے بعد مسلمانوں پر ٹوٹنے والی آفات نے انڈونیشیائی مسلمانوں کو سوچنے پر مجبور کردیا۔انڈونیشیا کا قانونی نظام ڈچ لاء اور اسلامک لاء پر مبنی ہے۔۱۶۰۲ء میں ڈچ نے یہاں ایسٹ انڈیا کمپنی تشکیل دی۔۲۰ ویں صدی کے اوائل میں ڈچ کمپنی نے ملک کے فوجی اور اور سیاسی ڈھانچے پر کنٹرول کرنا شروع کردیا، جس کے نتیجے میں ان کے جانے کے بعد بھی سیاہ ماڈرن ازم چھایا رہا۔آبادی کی اکثریت شافعی مسلک سے تعلق رکھتی ہے، احمدی اقلیت اور دوسری مذہبی رومن کیتھولک ہیں جبکہ ہندو، بدھ مت اور چند قبائلی علاقوں کے باشندے بھی آباد ہیں۔اگست ۱۹۴۵ء میں یہاں اسلامی لاء نافذ کیا گیا مگر سرکاری طور پر نہیں۔

آرٹیکل (۱) ۲۹ کے تحت بیان کیا گیا کہ اسلام ریاست کا مذہب ہے۔خدا سب سے برتر و اعلیٰ ہے۔آرٹیکل (۲) ۲۹ کے تحت اسلام پر آزادی سے عمل پیرا ہونے کی اجازت دی گئی۔۱۹۷۰ء کے قانون کے مطابق انڈونیشیا میں عدالتی نظام ۴ شعبوں میں منقسم ہے: (۱) عمومی عدالت (۲) مذہبی عدالت (۳) فوجی عدالت (۴) انتظامی عدالت

۱۹۹۸ء میں انڈونیشیا میں اسلامی تحریکوں کا احیاء ہوا۔ان اسلامی تحریکوں کو مشرقِ وسطیٰ سے سپورٹ حاصل تھی۔ ان تنظیموں کے اثرات یہاں آہستہ آہستہ نمایاں ہونے لگے۔اس وقت تعلیمی اداروں میں مذہب اسلام کا پرچار کرنے والا گروپ چھایا ہوا ہے۔حتیٰ کہ ماڈرن تعلیمی اداروں میں بھی اب خواتین شارٹ سکرٹ یا جینز کی بجائے پورے لباس میں

ملبوس نظر آتی ہیں۔ اسلامی روحانیت کا رنگ اب انڈونیشیا کے ہر شعبے میں چھایا ہوا ہے۔ ۱۹۹۸ء میں صدر سہارتو کے انتقال کے بعد معاشرے میں روحانیت کا انقلاب کروٹ لینے لگا۔ سہارتو نے اپنے طویل ۳۲ سالہ دورِ حکومت میں نہ صرف سیاسی آزادی بلکہ کسی بھی عقیدے بشمول مذہبی فضا کو پنپنے نہ دیا تا کہ کوئی بھی اس کے دورِ حکومت کو چیلنج نہ کر سکے۔

۲۰۰۴ء کے الیکشن نے اس نظریے کو تقویت دی کہ اسلام اور جمہوریت دونوں ناگزیر ہیں۔ پہلی دفعہ مذہبی سوچ نے ماڈریٹ اسلام نعرے کے مقابلے میں اسلام پسندی کو ہوا دی۔ ایک طرف تو وہ لوگ ہیں جو مغرب کے دلدادہ اور جدید اسلام کے پیروکار ہیں، جو بنیاد پرستی کے خلاف ہیں۔ دوسری طرف وہ لوگ ہیں جو انڈونیشیا کو مسلم ریاست کے طور پر منوانا اور شرعی قوانین کا اطلاق چاہتے ہیں۔ حزب التحریر بھی اسی دور کی پیداوار ہے۔ ۲۰۰۳ء میں انڈونیشیا کے صرف ۷ اضلاع میں اسلامی غلبہ تھا مگر اب ۵۳ اضلاع میں اسلامی قوانین پر عمل درآمد ہو رہا ہے جس کی وجہ سے لبرل طبقہ پریشان ہے۔ جکارتہ میں ''مسلم واحد انسٹی ٹیوٹ'' کے ڈائریکٹر کہتے ہیں: ''میں انڈونیشیا کے ایک مکمل اسلامی و شرعی ریاست بننے کے حق میں نہیں ہوں مگر ایسا ہے کہ اسے روکا نہیں جا سکتا۔'' مذہبی تحریکوں کا پیغام یہ ہے کہ اچھے مسلمان ہونے کے ناتے انڈونیشیا کو ایک اسلامی ریاست بنانے کی حمایت کرنی چاہیے۔

احمدی فرقے کے خلاف احتجاج اور پھر حکومت کی طرف سے ان پر لگائی جانے والی پابندی اس بات کا ثبوت ہے کہ وہ دن دور نہیں جب پورے انڈونیشیا میں شرعی نظام رائج ہوگا۔ مغرب اس بات سے خائف ہے کہ اگر انڈونیشیا میں مکمل اسلامی اور شرعی نظام رائج ہو گیا تو اس کے اتحادی لبرل اور احمدی فرقے کے لوگ اقلیت بن جائیں گے اور مغرب اپنے مقاصد میں کامیاب نہیں ہو سکے گا۔ (ہفت روزہ ''ندائے ملت'' لاہور، ۲ تا ۸/ اکتوبر ۲۰۰۸ء)

کتاب سازی کی فضا میں تصنیف

مولانا محمد ازہر

موجودہ دور میں طباعت واشاعت کی جدید اور روز افزوں سہولتوں نے تصنیف وتالیف کے محنت طلب اور گوشہ نشینی کے مقتضی کام کو بھی تہ وبالا کر دیا ہے۔ نوخیز مؤلفین کی ''گرانقدر تالیفات'' اتنی سرعت سے منظر عام پر آ رہی ہیں کہ مطالعہ کرنے والے حیران وپریشان ہیں، لیکن حقیقت یہ ہے کہ ان نئی تالیفات میں بہت کم ایسی کتابیں نظر سے گزرتی ہیں، جن میں کسی اہم موضوع پر تحقیقی انداز میں خامہ فرسائی کی گئی ہو یا وہ تصنیف اہل ادب اور اربابِ ذوق کی نظر میں قدر وقیمت کی حامل ہو۔ ہمارے ایک عزیز نے اس طرح کے عمل کو تالیف کی بجائے ''کتاب سازی'' کا نام دیا ہے، یعنی پندرہ بیس کتابوں کی کسی ایک موضوع پر عبارتیں لے کر نئی کتاب تیار کر دی جائے۔ اللہ تعالیٰ ہدایت عطا فرمائیں ایسے تالیفاتی اداروں کو جو دھڑا دھڑ ایسی کتابیں شائع کیے جا رہے ہیں اور بعض تالیفاتی ادارے تو اس فن میں ایسے طاق ہوگئے ہیں کہ اپنی ہی مطبوعات کی ''ری سائیکلنگ'' کر کے ''تحقیق وتدقیق'' کے ''نادر نمونے'' منصۂ شہود پر لے آتے ہیں۔ تاہم ''کتاب سازی'' کے اس دور میں کبھی کبھی کوئی تصنیف نسیم صبح کے خوشگوار جھونکے کی طرح دل ودماغ کو معطر کر دیتی ہے۔ اسی طرح کی ایک تالیف ''سیّدی وَ اَبِی'' کے عنوان سے بنتِ امیر شریعت سیدہ اُم کفیل بخاری کے قلم سے منظر عام پر آئی ہے۔

جس عظیم ہستی کے نقوشِ حیات کو اس کتاب کا موضوع بنایا گیا ہے، اسے دنیا امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے نام سے جانتی ہے۔ سید الاحرار حضرت شاہ صاحب اس قافلۂ حق کے حدی خواں تھے جس کے عام رضا کار بھی ہمت وشجاعت اور ایثار واخلاص کی دولت سے مالا مال تھے۔ حضرت امیر شریعت کی ولولہ انگیز اور مجاہدانہ قیادت کا یہ اعجاز تھا کہ احرار رضا کار اُن پر اپنی جان نچھاور کرتے تھے۔ وجہ یہ تھی کہ حضرت امیر شریعت کی قیادت، سیادت اور سیاست منافقت سے پاک تھی۔ ان کا قول وعمل اور ظاہر وباطن تضاد سے پاک اور خلوت وجلوت یکساں تھی۔ جس شخص نے جس زاویے سے بھی شاہ جی کو آزمایا انھیں زرِ خالص پایا۔

''نمونۂ اسلاف'' کی ترکیب اب پامال ہو کر بے معنی ہوگئی ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ حضرت شاہ جی، شانِ

استغناء، غیرت وحمیت، فقرودرویشی، خوردنوازی، بندہ پروری، صبرواستقامت، قربانی وعزیمت، اوصاف واخلاقِ حسنہ اور دیگر بے شمار کمالات ومحاسن میں علمائے ربانیین اور اسلافِ امت کا کامل نمونہ اور عکسِ جمیل تھے۔ انھوں نے اپنے روحانی و نسبی آباءواجداد کی روایات کو تازہ کرتے ہوئے خانقاہوں سے نکل کر رسمِ شبیری ادا کی۔

آپ نے جس وقت سیاست وقیادت کی وادیٔ خارزار میں قدم رکھا، اس وقت برصغیر پر فرنگیوں کے منحوس سائے چھا چکے تھے، چنانچہ حضرت امیرِ شریعت نے بطلِ حریت اور نشانِ غیرت وحمیت بن کر فرنگی اور اس کے گماشتوں سے نفرت اور ان کے تعاقب کو زندگی کا نصب العین بنایا۔ آپ فرمایا کرتے تھے:

''میری زندگی کے دو ہی مشن ہیں اوّل انگریز کی حکومت ہندوستان سے ختم ہو جائے یا میں اس کے خلاف تبلیغ کرتے کرتے تختۂ دار پر لٹکا دیا جاؤں۔''

حضرت امیرِ شریعت کی مجاہدانہ زندگی کا دوسرا عظیم کارنامہ فتنۂ قادیانیت کا استیصال وتعاقب ہے، جس کے لیے آپ نے اپنی زندگی کی تمام توانائیاں صرف کر دیں۔ انگریزوں نے سازش کے تحت اس فتنے کو پروان چڑھانا چاہا مگر علمائے حق کی بے لوث قربانیوں نے اس کے آگے بند باندھ دیا۔ حضرت امیرِ شریعت عقیدۂ ختمِ نبوت کے تحفظ اور قادیانیت کی سرکوبی کے لیے جس قلندرانہ اور مجاہدانہ انداز میں میدانِ عمل میں آئے، اس نے محدثِ عصر علامہ محمد انور شاہ کشمیری جیسے یگانۂ روزگار اور عبقری شخص کو پانچ سو جیّد علمائے کرام سمیت آپ کے دستِ حق پرست پر عقیدۂ ختمِ نبوت کے تحفظ کی بیعت کے لیے انگیخت کیا، جو آپ کے ایثار واخلاص، عزم وہمت اور سیاست وقیادت کی کھلی دلیل ہے۔ وہ ایک سچے عاشقِ رسول تھے۔ محبت وعشق کی سرشاری نے انھیں عقیدۂ ختمِ نبوت کا عظیم مجاہد بلکہ امیر المجاہدین بنا دیا۔

برصغیر کی تحریکِ آزادی میں آپ کا کردار ناقابلِ فراموش ہے۔ بڑے سے بڑا متعصب مؤرخ بھی سامراج کے خلاف آپ کی قلندرانہ جدوجہد اور شعلہ بار خطابت سے صرفِ نظر نہیں کر سکتا۔ وہ برصغیر کی تاریخ میں ہمیشہ یادگار رہیں گے اور مرورِ زمانہ سے ان کے اوصاف وکمالات مزید اجاگر ہوں گے۔

یہ چند جملے بنت امیرِ شریعت سیدہ اُمِ کفیل بخاری کی تالیف ''سیّدی وَ اَبی'' کے مطالعہ سے بے ساختہ نوکِ قلم پر آ گئے۔ ''سیّدی وَ اَبی'' حضرت امیرِ شریعت کے سوانح وافکار اور جیل سے بیٹی (سیدہ اُمِ کفیل) کے نام لکھے گئے خطوط پر مشتمل ہے۔ کل ۲۳ مکتوب ہیں جو تمام غیر مطبوعہ موجود ہیں اور پہلی مرتبہ شائع ہوئے ہیں۔ میرے لیے اس کتاب پر نقد ونظر تو کجا تبصرہ وتعارف بھی بہت مشکل ہے۔ تاہم یہ حقیقت ہے کہ حضرت امیرِ شریعت پر اب تک جتنی کتابیں لکھی گئی ہیں، ان میں اس کتاب کا اسلوبِ بیان، طرزِ ادا اور رنگ وآہنگ جداگانہ ہے۔ تصنع، آورد اور طوالت سے پاک ہے اور ایک بڑا امتیاز یہ ہے کہ اس میں تحریر کردہ واقعات وحالات کے مستند اور صحیح ہونے میں کوئی شبہ نہیں، اس لیے کہ یہ بخاری کی بیٹی کی روایت ہے اور متصل ہے۔

معروف معنوں میں سوانح نہ ہونے کے باوجود اس کتاب میں حضرت امیر شریعت کے آباء واجداد اور اساتذہ ومشائخ کا ضروری تذکرہ، خاندانی پس منظر، انفرادی واجتماعی زندگی کے نقوش، اندازِ تعلیم وتربیت، احباب ومعاصرین اور حضرت شاہ جی کی مجاہدانہ زندگی کے ایمان افروز ودلربا واقعات کے علاوہ تحریک آزادیٔ وطن میں علمائے حق اور مجلس احرار اسلام کی خدمات اور قربانیوں کا بھی جامع ذکر کیا گیا ہے۔ دورانِ مطالعہ بعض مقامات پر مجھ جیسا سنگ دل بھی آبدیدہ ہوگیا۔ بالخصوص حضرت امیر شریعت کے آخری لمحات کا تذکرہ نہایت سادہ الفاظ میں پر تاثر اور رقت انگیز ہے۔ جب فرطِ جذبات میں حکیم عطاء اللہ خان مرحوم کی زبان سے بے ساختہ یہ جملہ نکل گیا تھا کہ ''شاہ جی شریعت یتیم ہوگئی'' اس پر شاہ جی کے بڑے فرزند حضرت مولانا سید ابوذر بخاریؒ نے کہا ''نہ حکیم صاحب ایسے نہ کہیں۔ شریعت تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی یتیم نہیں ہوئی۔'' یہ حضرت امیر شریعت کی تربیت اور علم دین کا فیض تھا کہ اس غم ناک اور دردناک موقع پر بھی ان کے بیٹے نے ایک جذباتی فقرے کی تصحیح ضروری سمجھی۔

اس کتاب کو بخاری اکیڈمی، دارِ بنی ہاشم، مہربان کالونی، ملتان نے شائع کیا ہے۔ توقع ہے کہ یہ کتاب اسلاف سے محبت اور خاندان امیر شریعت سے عقیدت رکھنے والوں کے ذوقِ مطالعہ کے لیے تسکین بخش ہوگی۔

سلیم الیکٹرونکس
SALEEM
ELECTRONICS
HUSSAIN AGAHI ROAD, MULTAN
ڈاؤلینس ریفریجریٹر اے سی
سپلٹ یونٹ کے بااختیار ڈیلر
Dawlance
ڈاؤلینس لیا تو بات بنی
061- 4512338
061- 4573511
حسین آگاہی روڈ ملتان

الغازی مشینری سٹور
ہمہ قسم چائنہ ڈیزل انجن، سپیئر پارٹس
تھوک وپرچون ارزاں نرخوں پر ہم سے طلب کریں
بلاک نمبر 9 کالج روڈ، ڈیرہ غازی خان 064-2462501

محمد الیاس میراں پوری

سید عطاء المحسن بخاریؒ* کا اسلوبِ نگارش

(کالم نگاری کے حوالے سے)

سید عطاء المحسن بخاری کثیر الجہات شخصیت کے مالک تھے۔ جن میں شاعری، کالم نگاری اور خطابت نمایاں ہیں۔ خطابت میں تو انھیں موروثی ملکہ حاصل تھا۔ ان کے مطالعہ کی وسعت، گیرائی اور گہرائی، ان کی علمی گفتگو، لب ولہجہ، اسلوبِ نگارش، ان کی تراکیب، انتخابِ الفاظ اور موضوع پر گرفت، غرض کون سی خوبی تھی جو اُن میں نہیں تھی اور وہ اس میں ممتاز و منفرد تھے۔ انھوں نے مسلسل تین سال روزنامہ ’’خبریں‘‘ میں ’’دل کی بات‘‘ کے عنوان سے مستقل کالم لکھے۔ شاہ جی تحریک آزادی کے عظیم مجاہد امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے فرزند تھے۔ جن کا سلسلۂ حریت اُس قافلے سے ملتا ہے جس نے فرنگی سامراج کو برصغیر پاک و ہند سے نکلنے پر مجبور کر دیا۔

شاہ جی کے کالموں کے مطالعے سے فوری طور پر کالم نگاری کی مربوط خصوصیات ذہن میں آتی ہیں۔ مثلاً یک مصرعی عنوان، دلچسپی کا عنصر، جزئیات نگاری، سلاست، وسعتِ مطالعہ، خطیبانہ آہنگ، علمی وادبی معیار، نظریاتی وابستگی، شگفتگی، بے ساختگی، منفرد تراکیب، اسلامی روح، جرأت و بے باکی، وسعتِ نظر، غیر جانبداری اور مخصوص طرزِ نگارش وغیرہ۔ شاہ جی کے کالم بیک وقت اِنھی خوبیوں کا مرقع رہے ہیں جس سے قاری ذہنی آسودگی اور روحانی پاکیزگی حاصل کرتے ہیں۔

شاہ جی اپنے ایک کالم ’’نہیں لذتِ کردار، نہ افکارِ عمیق‘‘ میں لکھتے ہیں:

> ’’پاکستانی قانون جو باقیاتِ افرنگ ہے اس کو بھی اگر فرنگی خبیث کے انداز میں نافذ کیا جائے تو ان حرام خوروں اور حرام کاروں کو بھی لقمۂ حلال نصیب ہوسکتا ہے۔ انھیں حرام خوری سے بچایا جاسکتا ہے۔ مگر اشرافیہ کے اسرافِ جمہوریت کا کمال یہ ہے کہ یہ فرنگیانہ صفت بھی ان میں نہیں ہے۔‘‘

اس اقتباس میں شاہ جی نے یہ واضح کر دیا ہے کہ اگر مغربی طرز زندگی ہی گزارنا ہمارے اشرافیہ کا نصب العین ہے تو کیوں نہ مغرب کی طرح قانون کی عمل داری میں زندگی گزاری جائے تا کہ کچھ تو اس ملک میں قانون کی پاسداری ہوسکے۔ ہم نے مغرب کی خوبیاں تو نہیں اپنائیں البتہ برائیاں اپنے تہذیبی رچاؤ کو خلط ملط کرنے کے لیے اپنالی ہیں۔ نتیجتاً ہم اپنی آنے والی نسلوں کو تہذیبِ مغرب کے سوا کچھ نہیں دے سکتے۔ ہم اپنی تہذیب تو کیا تمدن سے بھی دستبردار

*انتقال: ۱۲؍نومبر ۱۹۹۹ء

ہوتے جا رہے ہیں۔ ہم لسانی، مذہبی اور فروعی تنازعات میں اتنے الجھ چکے ہیں کہ سلجھاؤ کی کوئی صورت بظاہر نظر نہیں آ رہی۔ اس صورت حال کے اصل ذمہ دار ہمارے ملک کے وہ ''ناخدا'' ہیں، اہل مغرب جن کے خدا ہیں۔

شاہ جی نے اکثر کالم ''یک مصرعی عنوان'' کے تحت لکھے۔ ان کالموں کے مطالعے سے پتا چلتا ہے کہ شاہ جی کا علمی و ادبی معیار اور ذوقِ شعری کس قدر بلند اور معیاری تھا کہ بیک وقت میر، غالب، اقبال اور فیض کے کلام سے نہ صرف وہ خود لطف اندوز ہوتے بلکہ اپنے قاری کو بھی ساتھ لے کر چلتے۔ تاکہ قاری کی نظریاتی اور فکری تربیت کی جا سکے۔ مثلاً:

ع　پھر تیر ہے، تلوار ہے، نیزے کی اَنی ہے
ع　اسے تو عشق بہت حرمت قلم سے تھا
ع　بنے ہیں اہل ہوس مدعی بھی منصف بھی
ع　تہذیب نے پھر اپنے درندوں کو اُبھارا
ع　تری خرد پہ ہے غالب فرنگیوں کا فسوں
ع　ہے ہمارے شہر کا والی گدائے بے حیا
ع　اس جانے کو کیا کہیے، اس آنے کو کیا کہیے؟
ع　کہ خوشی سے مر نہ جاتے اگر اعتبار ہوتا
ع　شکوہِ عید کا منکر نہیں ہوں میں لیکن

جیسے مصرعوں سے شاہ جی کی شوخیاں جھلکتی ہیں۔

شاہ جی کی نثر میں خطیبانہ آہنگ اور ادیبانہ رنگ پورے وقار اور جوش و جذبہ سے جلوہ افروز ہے۔ جس میں Hidden Charms بھی ہیں اور خطابتی شہ پارے بھی۔ اسلوب کی روانی بھی ہے اور بیان کی رعنائی بھی۔ ان کی نثر میں وہ جملہ فنی محاسن بھی ملتے ہیں جو کلاسیکی نثری روایت کا حصہ ہیں۔ لیکن یہ صنعتیں صرف خالی صنعت سازی نہیں ہے۔ یہ کسی طور بھی معنی اور ابلاغ کا خون نہیں ہونے دیتیں:

> ''ان اقتداریوں کی مکاریوں، فنکاریوں، جعلسازیوں، غدّاریوں اور خباثتوں کا آشرم وہی ''ایوان'' ہے جس میں داخلہ کے لیے ضروری ہے کہ آدمی روٹی کپڑا مکان کی سیاست میں اُتارو ہو، سوشل کنٹریکٹ کا ماہر ہو، بلیکیا ہو، بلیک ہارس کا پتھریلا بیٹا ہو، علاقائیت کی لعنت کا طوق گلے میں ڈال سکتا ہو، بنگلہ دیش بنا سکتا ہو، ڈھیٹ ہو......اور بے حیا ہو!'' (نہ جا اُس کے تحمل پر......!)

اس پیراگراف میں بیک وقت صنعتِ جمع، یا حرفی تماثل (Allitration)، تلمیح، محاورہ، تجنیس، آہنگ جیسی

خوبیوں کے ساتھ ساتھ جدید علامت سازی بھی ہے۔

شاہ جی غیر جانبدار ہوکر لکھتے ہیں۔وہ ضمیر فروش سیاست دانوں ،لفظ فروش واعظوں اور پیرانِ تسمہ پا کے عماموں کے تارو پود اکھیڑتے چلے جاتے ہیں۔وہ معاشرے کی بے حسی و بے چارگی ،دولت کی غیر مساویانہ تقسیم ،پسماندہ طبقے کی مزید پسماندگی ،عورت کی ذلت ورسوائی اور مظلومیت ،سیاسی اکھاڑوں میں کھیلتے ہوئے وطن فروش کھلاڑیوں اور وعظ فروش ''ملائے حزیں'' کو اپنے شرربار قلم سے رگیدتے ہیں۔وہ تنقید برائے تنقید نہیں بلکہ تنقید برائے اصلاح کرتے ہیں۔تاکہ معاشرے اور فرد کی اصلاح کسی طرح ممکن ہوسکے۔وہ معاشرہ جو پہلے ہی اخلاقی ومعاشرتی پسماندگی اور ظالمانہ نظامِ ریاست وسیاست میں جکڑا ہوا ہے۔

شاہ جی نے خطابت کا فیض اپنے والد، برصغیر کے خطیبِ اعظم سید عطاء اللہ شاہ بخاری سے حاصل کیا۔انھوں نے مولانا ابوالکلام آزاد اور چودھری افضل حق کے اسلوبِ تحریر کے آستانے کو اپنے قلم کی سجدہ گاہ بنایا۔انھوں نے جو بات کہی وہ اس پر پوری جرأت واستقامت اور بے باکی سے بغیر کسی خوف وخطر اور لالچ و مصلحت کے ڈٹ گئے۔اس سلسلے میں انھوں نے کبھی سمجھوتہ نہیں کیا۔وہ اس بات سے بخوبی آگاہ تھے کہ قلم کی لغزش سے فکر ونظر کو کتنا نقصان پہنچتا ہے۔اور خیالات کو فراز سے نشیب میں آتے ہوئے لمحے بھر کا کھیل ہوتا ہے۔

ضیاء شاہد (چیف ایڈیٹر روزنامہ ''خبریں'') شاہ جی کی کالم نگاری کے بارے میں کہتے ہیں:

> ''سید عطاء المحسن بخاری ایک مکمل کالم نگار تھے۔زبان ،لغت ،اصطلاحات ،روزمرہ ،محاورے ،ضرب الامثال ،سلاست اور روانی میں جو کمانڈ انھیں حاصل تھی وہ میں نے کسی اور کالم نگار میں نہیں دیکھی۔وہ اپنے مافی الضمیر کا اظہار پوری جرأت کے ساتھ کرتے۔انھوں نے کالم نگاری کو بطور پیشہ کے نہیں بلکہ بطور مشن کے اختیار کیا۔وہ ایک عرصے تک ''خبریں'' کے لیے بلا معاوضہ لکھتے رہے۔وہ اپنے فکر ونظریہ اور موقف کے ساتھ بہت مخلص تھے۔''

شاہ جی کی نثر میں طنز کی ہلکی ہلکی کاٹ ہے۔ان کے اندازِ بیان کی دلکشی اور لطافت کا یہ عالم ہے کہ کسی جگہ بھی بے محل موشگافی ،بے مقصد طعن وتعریض یا محض زبان درازی کا گمان نہیں ہوتا۔ان کے طنز کی بڑی خوبی یہ ہے کہ وہ ہمیشہ تیرِ نیم کش ہی رہتا ہے۔طنز نگاری میں استدلال ،برجستگی اور گردوپیش کے حالات وموثرات کبھی نظر انداز نہیں کرتے۔

> ''یہ سب ان خون آشام سرمایہ داروں اور وحشی جاگیرداروں کی کارستانیاں ہیں۔یہ ابلیس صفت ،خبیث وڈوں ہمت ،کج نہاد ،بدقماش ،سیاست کے فرزندِ ناہموار ۴۹ برس سے یہی لچھن دکھا رہے ہیں۔اب تو حد ہوگئی ہے۔اب تو ان کا احتساب ہونا ازبس ناگزیر ہے۔'' (احتساب واحتساب واحتساب!)

نسوانیت سے تہی داماں اور عریانیت سے لبریز'' آزادیِ نسواں '' کی علمبردار'' خواتین خانہ خراب '' کو کس طرح رگیدتے ہیں:

'' آزادیٔ نسواں کی علم بردار خواتین آزادی کے نام پر آوارگی ، بے ہنگم پن ، کفار و مشرکین کی بدچلنی ، بدتہذیبی اور...... ''لغڑ بغڑ'' عورتوں کی بھونڈی نقل کے سوا کیا جانتی ہیں؟ انگریزی اردو کے چند اچھلتے الفاظ بول لینے کا نام تو جاننا نہیں۔ حماقتیں اور مزید حماقتیں اور ان کا تسلسل......اس کا نام آزادی نہیں آوارگی ہے۔'' (قربان جانے والوں کے قربان جایئے!)

شاہ جی کی نثر میں ہمیں اچھوتی اور منفرد تراکیب بھی ملتی ہیں ۔مثلاً: حیثیانِ عجم ،خنگِ بے لگام ،فرزندِ ناہموار، نفسِ کثیف ،طعنۂ ارتقاء ،کودکِ ناداں ، دہلیزِ بیت المعمور، آبروئے مدام ،غلامیٔ اہرمن ،روحِ عصر ،لبادۂ حیا،غولِ خسیس ،زنانِ فاحشہ، مردودِ مرتاب ، ماورائے حدِ امکاں ،خواتینِ خانہ خراب ، دلیلِ بے وکیل ،حصۂ اسفل ،جبلّتِ خبیثہ، جلوۂ جاں نما، باقیاتِ افرنگ جیسی شاندار اور منفرد تراکیب سے اسلوب میں جدت اور تفرد پیدا ہوا ہے۔

قحط الرجال کے اس دور میں شاہ جی کسی نعمت سے کم نہ تھے۔ اب تو قدرت نے وہ سانچہ ہی توڑ دیا ہے جس میں اس قسم کے لوگ ڈھلا کرتے تھے۔ ایسے خورشید صفت لوگوں کی تحریریں آج بھی موجودہ حالات پر پوری طرح منطبق ہوتی ہیں اور جن کا اسلوبِ تحریر بڑے بڑے لکھنے والوں کو نہ صرف فکر و تدبر کی نئی منزلیں دکھاتا ہے بلکہ عام قاری کو زندگی کا مقصد بھی بتاتا ہے۔

کون کہتا ہے کہ یوں مر کے فنا ہوتے ہیں
میں بقا ہوں ، میں بقاؤں میں بکھر جاؤں گا
میں وہ آنسو ہوں جو پتھر کو بھی پگھلا دے
میں سمندر ہوں ، میں موجوں میں بھر جاؤں گا
لوگ کیا جانیں کہ اللہ سے تعلق کیا ہے
اس تعلق سے تو میں پل سے گزر جاؤں گا

شاید شاہ جی جیسے لوگوں کے بارے میں ہی ذوقؔ نے کہا ہوگا۔

ذوقؔ اس بحرِ جہاں میں کشتیٔ عمرِ رواں
جس جگہ پر جا لگی وہ ہی کنارا ہو گیا

ادارہ　　مجلس احرار اسلام پاکستان کی سرگرمیاں

اخبارُالاحرار

لاہور (۵/اکتوبر) مجلس احرار اسلام پاکستان کے مرکزی سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ اور سید محمد کفیل بخاری نے برطانیہ سے تعلق رکھنے والے یہودی محقق ڈاکٹر آئی ٹی نومی کی کتاب ''اسرائیل اے پروفائل'' کے حوالے سے چھپنے والے انکشافات پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ اب تو یہ بات پایۂ تکمیل تک پہنچ گئی ہے کہ قادیانی اسرائیلی فوج میں باقاعدہ کام کررہے ہیں اور اسرائیل میں قادیانی مراکز عالمِ اسلام کے خلاف سازشوں میں سرگرمِ عمل ہیں۔ احرار رہنماؤں نے کہا کہ یہودی محقق کی طرف سے یہ تسلیم کرنا کہ چھے سو پاکستانی قادیانی اسرائیلی فوج میں مختلف عہدوں پر کام کرتے ہیں۔ گھر کے گواہ کی حیثیت رکھتا ہے اور یہ تصدیق بھی سب کی آنکھیں کھولنے کے لیے کافی ہے کہ قادیانی پاکستان کے اقتدار میں اپنا وزن اور اثر رکھتے ہیں اور پیپلز پارٹی ۷/ستمبر ۱۹۷۴ء والی آئینی قرارداد اقلیت کو ختم کرنے کی کوشش کرے گی، جس کو بھٹو مرحوم نے ہی پاس کروایا تھا۔ مجلس احرار اسلام اور تحریک ختم نبوت کے رہنماؤں نے کہا کہ ایوانِ صدر، سیاست اور پیپلز پارٹی میں قادیانی اثر ونفوذ بڑھنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ انٹرنیشنل لابنگ کے ذریعے قادیانیوں کو امریکہ، بھارت اور اسرائیل پروموٹ کررہے ہیں۔ انھوں نے اس انکشاف پر حیرت کا اظہار کیا کہ اس وقت اقتدار پر براجمان بعض مقتدر شخصیات قادیانی گروہ سے تعلق رکھتی ہیں اور یہودی مفادات کے لیے کام کررہی ہیں۔

عبداللطیف خالد چیمہ اور سید محمد کفیل بخاری کا دورۂ ضلع رحیم یار خان (رپورٹ: عبدالمنان معاویہ)

مجلس احرار اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ ۱۰/اکتوبر بروز جمعۃ المبارک ضلع رحیم یار خان کی تحصیل خان پور اور تحصیل لیاقت پور کے ایک روزہ دورہ پر تشریف لائے۔ لیاقت پور میں انھوں نے مجلس احرار اسلام پاکستان کے نائب صدر قاری ظہور الرحیم عثمانی کی عیادت کی۔ اس کے بعد چیمہ صاحب الٰہ آباد تشریف لائے جہاں اُن کا استقبال رسمی نعروں کے بجائے شہر کے معززین اور اربابِ دانش نے کیا۔ جن میں مجلس احرار اسلام الٰہ آباد کے امیر مولانا اصغر علی ناصر، مجلس صیانۃ المسلمین کے صدر حافظ طاہر الاشرفی، ملت اسلامیہ کے مقامی صدر چودھری ظفر اقبال، میاں محمد فاروق ایڈووکیٹ، رانا محمد محبوب اور مظہر علی شامل تھے۔ عبداللطیف خالد چیمہ نے جامع مسجد بلال میں ''عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت اور دورِ حاضر کے تقاضے'' کے موضوع پر خطبہ جمعہ دیا۔ انھوں نے اپنے خطاب میں کہا کہ پیپلز پارٹی اور ایم کیو ایم قادیانی فتنے کو پروموٹ کررہے ہیں۔ ۱۹۷۴ء میں ذوالفقار علی بھٹو مرحوم نے اپنے دورِ حکومت میں پارلیمنٹ کے ذریعے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔ اب صورت حال یہ ہے کہ پیپلز پارٹی اپنے قائد کے کیے گئے اقدام کی نفی کرتے ہوئے قادیانیت نوازی کررہی ہے۔ انھوں نے کہا کہ محبِّ وطن قوتوں کو لادین لابیوں کا مقابلہ کرنے کے لیے اپنا کردار ادا کرنا چاہیے۔ نمازِ جمعہ کے بعد مقامی صحافیوں رانا محمد عبداللہ (خبریں) اور عبدالخالق بھٹی (ایکسپریس) نے عبداللطیف خالد چیمہ سے ملاقات کی۔ اس کے بعد انھوں نے مجلس احرار اسلام کے رہنما مرزا عبدالقیوم کے فرزند

مرزایا سرعبدالقیوم کی دعوتِ ولیمہ میں شرکت کی۔

☆☆☆

رحیم یار خان (مفتی مختار احمد + خورشید احمد۔۱۱؍اکتوبر) ان کیمرہ بریفنگ امریکی پالیسی کا حصہ ہے۔امریکہ نے جو کام تنہا پرویز مشرف سے لیا اب وہی کام موجودہ پارلیمنٹ سے لے رہا ہے۔موجودہ پارلیمنٹ سے سابق صدر پرویز مشرف کی امریکہ نواز پالیسیوں کی جبراً توثیق کرائی جارہی ہے۔موجودہ حکومت کے آنے سے یہی اہم تبدیلی واقع ہوئی ہے۔ان خیالات کا اظہار مجلس احرار اسلام پاکستان کے مرکزی ڈپٹی سیکرٹری جنرل مولانا سید محمد کفیل بخاری نے دارالعلوم فاروقیہ عثمان پارک رحیم یار خان میں روز نامہ ''اسلام'' کو خصوصی انٹرویو دیتے ہوئے کیا۔اس موقع پر مجلس احرار اسلام کے مرکزی نائب ناظم میاں محمد اویس، مجلس احرار اسلام ضلع رحیم یار خان کے صدر حافظ محمد اشرف، سیکرٹری جنرل ابومعاویہ محمد فقیر اللہ رحمانی، ، حافظ عبدالرحیم نیاز، مولوی بلال، مولوی یعقوب، جے یو آئی (س) کے ضلعی ناظم عمومی حافظ محمد اکبر اعوان، کالعدم سپاہ صحابہ کے ضلعی صدر ملک عبدالحق ودیگر کارکنان موجود تھے۔سید محمد کفیل بخاری نے ضلع رحیم یار خان کے دوروزہ دورے میں رحیم یار خان شہر، بستی مولویاں، بدلی شریف، خانقاہ دین پور شریف اور ظاہر پیر میں احرار کارکنوں اور مختلف علماء وحضرات سے ملاقاتیں کیں جبکہ خان پور میں خطبۂ جمعہ کے بعد مرزایا سرعبدالقیوم کی دعوتِ ولیمہ میں شرکت کے بعد لیاقت پور میں قاری ظہور رحیم عثمانی کی عیادت بھی کی۔جناب میاں محمد اویس اس دورہ میں اُن کے ہمراہ تھے۔انھوں نے کہا کہ سابق حکومت نے روشن خیالی کے نام پر ملک کی نظریاتی بنیادوں کو مسمار کیا جبکہ موجودہ حکومت ملک کا جغرافیہ بدلنے کی امریکی سازش کے سامنے ڈھیر ہورہی ہے۔ سید محمد کفیل بخاری نے کہا کہ حکمران اپنی زمین پر امریکہ کی جنگ لڑ رہے ہیں۔قبائلی محبِّ وطن پاکستانی ہیں، ان پر امریکی اور پاکستانی فورسز کے حملے خانہ جنگی کو جنم دیں گے۔انھوں نے کہا کہ جنگ مسائل کا حل نہیں۔مذاکرات سے تمام مسائل حل ہوسکتے ہیں۔انھوں نے کہا کہ قبائلیوں کو مقامی طالبان کے خلاف مسلح کرنا خانہ جنگی کی آگ کو ہوا دے گی۔صدر زرداری نے کشمیری مجاہدین کو دہشت گرد قرار دے کر تحریک آزادیٔ کشمیر کے پیٹ میں چھرا گھونپا ہے۔جن کشمیریوں نے ساٹھ برس پاکستان کے لیے جان ومال کی قربانی دی، انھیں دہشت گرد قرار دینا سراسر ظلم ہے۔انھوں نے کہا کہ امریکہ کو پاکستان میں حملوں کی اجازت دینا ملک کی سلامتی اور دفاع کو نقصان پہنچانے کے مترادف ہے اور جہاں تک ملکی معیشت کا تعلق ہے تو حکومت کے ایک سیکرٹری کا یہ کہنا کہ ''اگر ہم نے امریکہ کی مخالفت کی تو اس کی امداد سے محروم ہوجائیں گے اور پاکستان امریکی امداد کے بغیر معاشی طور پر تباہ ہوجائے گا۔'' ملک کے وقار کو خاک میں ملانے کے مترادف اور اپنی ناکام پالیسیوں کا اعتراف ہے۔انھوں نے کہا کہ چھے سو پاکستانی قادیانیوں کا اسرائیلی فوج میں بھرتی ہونا ایک لمحہ فکریہ ہے۔پیپلز پارٹی کی حکومت اپنے بانی ذوالفقار علی بھٹو مرحوم کے قادیانیوں کے بارے میں آئینی فیصلے کا تحفظ کرے اور امتناع قادیانیت آرڈیننس کا مؤثر نفاذ کرے۔بھٹو مرحوم نے جیل میں کرنل رفیع الدین سے کہا تھا کہ قادیانی پاکستان میں وہ مقام حاصل کرنا چاہتے ہیں جو یہودیوں کو امریکہ میں حاصل ہے۔آج پاکستان میں قادیانی اسی پروگرام پر عمل پیرا ہیں۔حکمران ہوش کے ناخن لیں اور قادیانیوں کو اعلیٰ

عہدوں سے برطرف کریں۔ انھوں نے کہا کہ مجلس احرار اسلام، انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ اور پاکستان شریعت کونسل کی دعوت پر ۱۹؍اکتوبر کو لاہور میں ایک کل جماعتی مجلس مشاورت منعقد ہوگی۔ جس میں قادیانیوں کی ملک اور دین دشمن سرگرمیوں کا جائزہ لیا جائے گا اور متفقہ طور پر لائحہ عمل طے کیا جائے گا۔ سید محمد کفیل بخاری نے خودکش حملوں کے بارے میں بتایا کہ اس میں خودکشی کا کوئی عنصر موجود نہیں ہے۔ یہ استعماری قوتوں اور ان کے سرمائے پر پلنے والی ایجنسیوں کا کھیل ہے۔ بے گناہ لوگوں کو اس میں استعمال کر کے خودکش دھماکے بنائے جا رہے ہیں، وطن عزیز کا امن وامان واستحکام اور سلامتی سب کچھ تباہ کیا جا رہا ہے اور عوام کو خوف زدہ کر کے قومی وملکی مسائل پر غور کرنے سے محروم کر دیا ہے۔ عوام کو مہنگائی کے شکنجے میں بری طرح جکڑ دیا گیا ہے اور اس کے پس منظر میں یہی سازش ہے کہ عوام ملکی اور قومی مسائل سے لاتعلق ہو جائے اور یہ خطرناک سازش ہے۔ انھوں نے بتایا کہ امریکہ امتِ مسلمہ کے خلاف کروسیڈ وار کا اعلان کر کے دنیا بھر میں مسلمانوں پر ظلم کر رہا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ سیاسی، معاشی اور ثقافتی محاذ پر مسلمانوں کو بدنام کر کے دنیا میں ان کو دہشت گرد اور شدت پسند کے طور پر پیش کر رہا ہے۔ وہ مسلمانوں کی نوجوان نسل کو اپنے اسلاف کے درخشاں ماضی اور دینی روایات اور خاندانی نظام سے مکمل طور پر دور کر رہا ہے۔ انھوں نے کہا کہ پوری امتِ مسلمہ اس سازش کو سمجھے اور ماضی کے ساتھ اپنا رشتہ مضبوط کرے۔ انھوں نے کہا کہ امریکہ میں مسلمانوں کے خلاف وسیع پیمانے پر فلم کی تشہیر سے مسلمانوں کے جذبات مجروح ہوئے ہیں اور نائن الیون کے حادثے کو زبردستی مسلمانوں کے سر تھوپ دیا۔ انھوں نے کہا کہ امریکہ پوری دنیا میں جنگ ہار رہا ہے۔ افغانستان میں شکست اس کا استقبال کر رہی ہے اور خود اس کے اپنے ملک میں معیشت کا دیوالیہ نکل رہا ہے۔ انھوں نے کہا کہ جو ملک اپنی معیشت کو نہیں سنبھال سکتا وہ پاکستان کو کیا سنبھالا دے گا اور یہ بات طے شدہ ہے کہ امریکہ پاکستان کا دشمن ہے، چاہے وہ بارک اوباما ہو یا جان میکین، کوئی بھی پاکستان کا خیر خواہ نہیں ہے۔

☆☆☆

چیچہ وطنی (۱۵؍اکتوبر) مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے مرکزی رہنما سید محمد کفیل بخاری نے کہا ہے کہ مساجد اور مدارس دینیہ اسلامی تعلیمات وعبادت کے مراکز ہیں اور ان کے اجتماعی کردار کو غیر مؤثر کرنے کے لیے امریکہ اور استعماری قوتیں پورا زور لگا رہی ہیں۔ وہ جامع مسجد ومدرسہ اقصیٰ غازی آباد کے سنگِ بنیاد کی تقریب سے خطاب کر رہے تھے۔ عبداللطیف خالد چیمہ، میاں محمد اویس، قاری محمد قاسم، محمد ارشد چوہان، حکیم محمد رفیق، قاری عبدالعزیز اور دیگر حضرات بھی اس موقع پر موجود تھے۔ سید محمد کفیل بخاری نے کہا کہ ہماری تمام مشکلات کا حل اسلام کو بطور نظامِ حیات نافذ کرنے میں مضمر ہے۔ یہ خطہ اسلام کے نفاذ کے نام پر حاصل کیا گیا تھا، اسی لیے عالمی طاقتیں اس کو ختم کرنے کی سازشیں کر رہی ہیں۔ انھوں نے کہا کہ پیپلز پارٹی اور اتحادی جماعتوں کو ملکی سلامتی سے اپنا اقتدار زیادہ عزیز ہے۔ واضح رہے کہ چیچہ وطنی بورے والا روڈ غازی آباد اڈے کے قریب جامع مسجد اقصیٰ اور دینی مدرسے کی تعمیر کا کام الاسلام ٹرسٹ لاہور کے زیر اہتمام شروع ہو گیا ہے۔

متحدہ تحفظ ختم نبوت رابطہ کمیٹی کا قیام

لاہور (۱۹/اکتوبر) مختلف مکاتبِ فکر کے علماء کرام اور دینی جماعتوں کے سرکردہ رہنماؤں کا ایک مشترکہ اجلاس مرکزی دفتر مجلس احرارِ اسلام نیو مسلم ٹاؤن لاہور میں قائد احرار سید عطاء المہیمن بخاری کی زیرِ صدارت منعقد ہوا جس میں قادیانیوں کی بڑھتی ہوئی سرگرمیوں اور نئی حکومت کے بعض ذمہ دار حضرات کی طرف سے قادیانیوں کی پشت پناہی کی اطلاعات پر تشویش واضطراب کا اظہار کرتے ہوئے تحریک ختمِ نبوت کو از سرِ نو منظّم کرنے کے لیے ”متحدہ تحفظِ ختمِ نبوت رابطہ کمیٹی“ کے قیام کا فیصلہ کیا گیا ہے جو عقیدۂ ختمِ نبوت کے تحفظ اور قادیانیوں کی اندرون و بیرون ملک سرگرمیوں کے تعاقب اور قادیانیوں کے بارے میں پارلیمنٹ کے متفقہ دستوری فیصلے کے خلاف سازشوں کے سدباب کے لیے مختلف سطح پر جدوجہد کو منظّم کرے گی۔ اجلاس میں اسی مقصد کے لیے کل جماعتی مجلس عمل تحفظ ختمِ نبوت کو دوبارہ متحرک کرنے کو وقت کی اہم ضرورت قرار دیتے ہوئے کل جماعتی مجلس عمل تحفظ ختمِ نبوت کی قیادت سے اپیل کی گئی ہے کہ وہ اس سلسلہ میں جلد از جلد پیش رفت کریں۔ اجلاس سے مولانا زاہد الراشدی، مولانا عبدالمالک، مولانا محمد الیاس چنیوٹی، محمد اسماعیل قریشی ایڈووکیٹ، پیر اعجاز احمد ہاشمی، محمد خان لغاری، مولانا حافظ عبدالرحمٰن مدنی، محمد نعیم بادشاہ، عبداللطیف خالد چیمہ، سید محمد کفیل بخاری، الحاج عبدالرحمٰن باوا (لندن)، فرید احمد پراچہ، مولانا عبدالرؤف فاروقی اور دیگر رہنماؤں نے خطاب کیا۔ اجلاس میں ایم کیو ایم کے قائد الطاف حسین کی طرف سے قادیانیوں کی بے جا حمایت کو افسوس ناک قرار دیتے ہوئے ایم کیو ایم کی قیادت پر زور دیا گیا ہے کہ وہ مسلمانوں کے اجماعی عقائد اور ملتِ اسلامیہ کے دینی جذبات کا احترام کرے اور قادیانیوں کو بے جا تحفظ فراہم کرنے سے گریز کرے۔

اجلاس میں طے پایا کہ عقیدۂ ختمِ نبوت کے تحفظ کے لیے قوم کے تمام طبقات سے رابطہ قائم کیا جائے گا اور رائے عامہ کو منظّم کرنے کے لیے ارکانِ پارلیمنٹ، علماء کرام، دینی جماعتوں، قومی پریس، اساتذہ اور طلباء میں رابطہ و تعاون کے فروغ کے لیے کام کیا جائے گا۔ اجلاس میں مندرجہ ذیل اعلامیہ منظور کیا گیا۔ مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے مرکزی دفتر میں مولانا سید عطاء المہیمن بخاری کی زیرِ صدارت منعقد ہونے والے مختلف مکاتبِ فکر اور دینی جماعتوں کے رہنماؤں کا یہ مشترکہ اجلاس ملک میں قادیانیوں کی بڑھتی ہوئی سرگرمیوں اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے امتِ مسلمہ کی قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے تاریخی فیصلے کو سبوتاژ کرنے کی در پردہ سازشوں پر شدید تشویش واضطراب کا اظہار کرتا ہے اور اس امر کا ایک بار پھر دوٹوک اعلان ضروری سمجھتا ہے کہ اس سلسلہ میں حسبِ سابق کل جماعتی مجلس عمل تحفظِ ختمِ نبوت کو دوبارہ متحرک کیا جائے اور مشترکہ پلیٹ فارم پر رائے عامہ کو بیدار کرنے کے لیے از سرِ نو تحریک کو منظّم کیا جائے۔ اس مقصد کے لیے یہ اجتماع کل جماعتی مجلسِ عمل تحفظِ ختمِ نبوت کے قائدین سے اپیل کرتا ہے کہ وہ اس مشترکہ فورم کو دوبارہ متحرک کرنے کے لیے جلد پیش رفت کریں۔ اس کے ساتھ ہی یہ اجتماع فیصلہ کرتا ہے کہ کل جماعتی مجلسِ عمل تحفظِ ختمِ نبوت کے دوبارہ متحرک اور منظّم ہونے تک جدوجہد کے آغاز کے لیے ”متحدہ تحفظِ ختمِ نبوت رابطہ کمیٹی“ قائم کی جائے گی جو دینی جماعتوں کے درمیان اس سلسلہ میں رابطہ و تعاون بڑھانے اور رائے عامہ کو منظّم کرنے کے لیے کام کرے گی اور قادیانیوں اور ان کے لیے لابنگ کرنے والے حلقوں کی سرگرمیوں اور سازشوں پر نظر رکھتے ہوئے ان کے تعاقب اور نشاندہی کا فریضہ انجام دے گی۔ اجلاس میں طویل غور وخوض کے

بعد متعدد قراردادیں بھی منظور کی گئیں اور ملک کی سیاسی، معاشی اور معاشرتی صورتحال کی زبوں حالی پر گہری تشویش کا اظہار کیا گیا۔ایک قرارداد میں ایم کیو ایم اور پیپلز پارٹی کی طرف سے عقیدۂ ختم نبوت سے متعلق دستوری و آئینی فیصلوں کو ختم یا غیر مؤثر کرنے کی منصوبہ بندی کی شدید الفاظ میں مذمت کی گئی اور اسے آئین اور مسئلہ ختم نبوت سے غداری کے مترادف قرار دیا گیا۔ قرارداد میں مزید کہا گیا کہ بھٹو مرحوم نے پارلیمنٹ میں لاہوری وقادیانی مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا تھا اور اس فیصلے کو اپنی نجات کا مدار قرار دیتے ہوئے مرتے دم تک اس سے وابستگی قائم رکھی تھی جبکہ آج کی پیپلز پارٹی قادیانیوں کی مکمل پشت پناہی کر رہی ہے۔ایک دوسری قرارداد میں الطاف حسین کے قادیانیوں کی حمایت میں بے جا بیانات کی شدید مذمت کی گئی اور کہا گیا کہ قادیانی اسرائیلی تعلقات اب کوئی راز نہیں رہا۔ چھ سو پاکستانی قادیانی، صہیونی و اسرائیلی فوج میں خدمات سرانجام دے رہے ہیں جبکہ الطاف حسین ملک وملت اور دین کے اس غدار گروہ کو مظلوم ثابت کر کے کسی بین الاقوامی طاقت کا حق الخدمت ادا کر رہے ہیں۔قرارداد میں ایم کیو ایم کے دین دار اور معتدل مزاج حلقوں سے درخواست کی گئی کہ وہ اس مسئلہ پر اپنی قیادت کا محاسبہ کریں۔اجلاس میں ننکانہ صاحب میں قادیانیوں کے ہاتھوں محمد مالک شہید کے بہیمانہ قتل کی شدید الفاظ میں مذمت کی گئی اور الزام عائد کیا گیا کہ صوبائی حکومت اور ضلعی ومقامی انتظامیہ قادیانی ملزمان کو گرفتار کرنے کی بجائے ان کی پشت پناہی کر رہی ہے۔جس سے علاقہ میں اشتعال بڑھ رہا ہے۔قرارداد میں مطالبہ کیا گیا کہ ننکانہ صاحب کی پولیس کو بھی شاملِ تفتیش کیا جائے کیونکہ شہید محمد مالک نے جون میں قادیانیوں کے خلاف ۲۹۵-سی کے تحت توہینِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کا مقدمہ درج کروا رکھا تھا اور پولیس اور قادیانی ملی بھگت کے نتیجے میں محمد مالک کو شہید کیا گیا ہے۔اجلاس میں محکمۂ خارجہ، پی آئی اے سمیت کئی دیگر اداروں میں اعلیٰ سطح پر قادیانیوں کی مزید بھرتی اور ایوانِ صدر میں بعض قادیانیوں کو ''قربت'' مہیا کرنے پر تشویش کا اظہار کیا گیا اور قرارداد میں کہا گیا کہ قادیانی انٹرنیشنل لابنگ کے ذریعے ملکی سلامتی کو داؤ پر لگانے والی قوتوں کے ساتھ مل کر خطرناک حد سے بڑھتی ہوئی سازشوں میں ملوث ہیں۔اجلاس میں عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے سلسلہ میں مسلمانوں کی ایک سو سالہ جدوجہد کے نتیجے میں شرعی، دستوری، آئینی اور اعلیٰ عدالتی فیصلوں کو غیر مؤثر بنانے کی ملکی و بین الاقوامی سازشوں کی بھی مذمت کی گئی اور کہا گیا کہ چناب نگر سمیت ملک بھر میں امتناع قادیانیت ایکٹ پر عمل درآمد کی صورتحال انتہائی غیر تسلی بخش ہے کہ متعدد مقامات پر سرکاری انتظامیہ اور پولیس نے قانون پر عمل درآمد کو یقینی بنانے کی بجائے قادیانیوں کو کھلی چھٹی دے رکھی ہے جو یقیناً حکومت کی پالیسی کا لازمی نتیجہ ہے۔اجلاس میں ضلع خوشاب میں قادیانیوں کے ہاتھوں معصوم مسلمان بچے عبدالرحمٰن کی شہادت کے واقعہ کی بھی مذمت کی گئی اور ضلع خوشاب میں بڑھتی ہوئی اِرتدادی سرگرمیوں کے فوری سد باب اور محاسبے کا مطالبہ کیا گیا۔اجلاس میں کوٹلی (آزاد کشمیر) میں ختم نبوت کانفرنس پر پابندی اور علماء کرام کی گرفتاریوں، لاٹھی چارج، ریاستی تشدد کی مذمت کی گئی اور کہا گیا کہ آزاد کشمیر کی حکومت قادیانیت نوازی ترک کر کے قادیانی سرگرمیوں کے سد باب کے لیے اقدامات کرے۔اجلاس میں پی آئی اے کی بین الاقوامی پروازوں حتیٰ کہ عمرہ و حج پر جانے والے عازمین و زائرین کو قادیانی فرم ''شیزان'' کی مصنوعات فراہم کرنے پر احتجاج کیا گیا اور مطالبہ کیا گیا کہ قادیانی کمپنی ''شیزان'' کی مصنوعات کی فراہمی بند کی جائے۔اجلاس میں ایک قرارداد کے ذریعے پرائیویٹ حج سکیم کے تحت حج پر جانے والوں کے کرایوں میں اچانک بے حد

اضافہ کو واپس لینے کا مطالبہ بھی کیا گیا اور کہا گیا کہ پی آئی اے میں مسلط قادیانی حج جیسی عبادت کو بھی مشکل بنانے میں اپنا کردار ادا کررہے ہیں۔ اجلاس میں یہ فیصلہ بھی کیا گیا کہ آزاد کشمیر سمیت ملک بھر میں تحفظ ختم نبوت کانفرنس منعقد کی جائیں گی۔ اجلاس میں مجلس احرارِ اسلام کے مرکزی نائب امیر پروفیسر خالد شبیر احمد، میاں محمد اویس، قاری محمد یوسف احرار، پاکستان شریعت کونسل کے ڈپٹی سیکرٹری جنرل مولانا عبدالرشید انصاری، قاری جمیل الرحمٰن اختر، اہل سنت والجماعت کے رہنما مولانا شمس الرحمٰن معاویہ، انٹرنیشنل ختم نبوت مومنٹ کے قاری شبیر احمد عثمانی، قاری محمد رفیق وجھوی، صاحبزادہ محمد قادری، عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوت کے مولانا محمد عمر حیات، خاکسار تحریک کے قائد حمید الدین المشرقی، تنظیم اسلامی کے مرزا محمد ایوب بیگ، جامعہ اشرفیہ کے مولانا محمد اکرم کشمیری، مولانا مجیب الرحمٰن انقلابی، جمعیت علماءِ اسلام کے رہنما مولانا محبّ النبی، مولانا سیف الدین سیف، مولانا عبدالقدوس محمدی (اسلام آباد)، جمعیت علماء پاکستان کے مولانا عبدالشکور رضوی، جمعیت طلباءِ اسلام کے نصیر احمد احرار، تحریک طلباءِ اسلام کے مرکزی کنوینر سید صبیح الحسن ہمدانی، سید عطاء المنان بخاری، ہیومن رائٹس فاؤنڈیشن کے چیئرمین چودھری ظفر اقبال ایڈووکیٹ، رابطہ علماءِ اسلام کے امیر مفتی محمد ضیاء مدنی، قاری احمد علی ندیم، مولانا محمد ابوبکر فاروقی، مولانا محمد عاصم محمود، مہر محمد اسلم ناصر ایڈووکیٹ (ننکانہ صاحب) مولانا خلیل الرحمٰن حقانی، مولانا محمد رمضان علوی، مولانا مشتاق احمد چنیوٹی اور دیگر حضرات نے شرکت کی۔

جامعہ رشیدیہ ساہیوال میں تین روزہ ختم نبوت کورس

چیچہ وطنی (۲۱؍اکتوبر) عالمی مبلغ ختم نبوت الحاج عبدالرحمٰن باوا (لندن)، مجلس احرارِ اسلام کے مرکزی ناظم تبلیغ مولانا محمد مغیرہ، حافظ محمد عابد مسعود ڈوگر اور قاری سعید ابن شہید نے جامعہ رشیدیہ ساہیوال میں تین روزہ ''ختم نبوت کورس'' کی اختتامی تقریب کے شرکاء سے خطاب کرتے ہوئے اس بات پر زور دیا ہے کہ طلباء اور تعلیم یافتہ افراد کو عقیدۂ ختم نبوت سبقاً پڑھنا چاہیے اور ختم نبوت پر مبنی فتنوں سے پوری طرح آگاہی حاصل کر کے فتنۂ قادیانیت کی تباہ کاریوں سے امت کو آگاہ کرنے کا اہتمام کرنا چاہیے۔ مولانا محمد مغیرہ نے جامعہ رشیدیہ میں تین روزہ کورس کے شرکاء اور آئی ٹی ویلج کالج ساہیوال میں لیکچرز دیتے ہوئے کہا کہ قادیانی اسلام اور مسلمانوں کا ٹائٹل استعمال کر کے دنیا میں گمراہی اور ارتداد پھیلا رہے ہیں۔ اِس فتنے کے سدباب اور تدارک کے لیے تضادات مرزا کے ساتھ ساتھ تعلیم وتربیت میڈیا اور لابنگ کے ذرائع اختیار کر کے ہمیں اپنے نیٹ ورک کو مضبوط کرنا چاہیے۔

قرآن وحدیث ہی حقیقی علوم ہیں، آپ کے سینے علوم نبوت کے نور سے روشن ہیں

مدرسہ معمورہ میں نئے تعلیمی سال کے آغاز پر ابن امیر شریعت حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ کا طلباء سے خطاب

ملتان (۲۲؍اکتوبر) مدرسہ معمورہ ملتان کے نئے تعلیمی سال کے آغاز (۲۲؍شوال ۱۴۲۸ھ) پر ایک مختصر اور پُر وقار تقریب منعقد ہوئی۔ مجلس احرار اسلام پاکستان کے امیر اور مدرسہ معمورہ کے مہتمم حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ نے اپنے نہایت مختصر خطاب میں طلباء کو نصیحتیں فرمائیں۔ انھوں نے فرمایا کہ قرآن وحدیث ہی حقیقی علوم ہیں اور دنیا کے تمام علوم کا سرچشمہ ہیں۔ علم دین حاصل کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے۔ جو شخص علم حقیقی سے محروم ہے وہ دنیا بھر کی کتابیں پڑھنے کے باوجود جاہل ہے۔ طلباء عزیز! آپ علومِ نبوت کے طالب ہیں اور آپ کے سینے اس علم کے نور سے روشن ہیں۔ جس کی

برکت سے آپ دنیا وآخرت میں کامیاب ہوں گے۔ (ان شاء اللہ) وقت کی قدر کرو، مدرسہ کو اپنا گھر سمجھو، اساتذہ کی عزت کرو، یہ آپ کے روحانی والدین ہیں۔ مدرسہ کی چیزوں کی حفاظت کرو اور اپنا قیمتی وقت زیادہ سے زیادہ تعلیم پر صرف کرو۔ آپ کے والدین نے جس عظیم مقصد کے لیے آپ کو یہاں بھیجا ہے، اس کو پورا کرنا آپ پر فرض ہے اور اللہ کے ہاں اس کا بہت اجر ہے۔ نماز باجماعت کی پابندی، زبان کی حفاظت اور اخلاق کی بلندی آپ کے بہترین ہتھیار ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو علم نافع عطاء فرمائیں اور اس مقصدِ عظیم میں کامیاب فرمائیں۔ (آمین)

حضرت پیر جی مدظلہ کی دعاء پر تقریب ختم ہوئی اور تعلیم کا آغاز ہوگیا۔ اس سال درجہ کتب میں تین نئے اساتذہ اور درجہ حفظ میں ایک استاد کی تعیناتی کی گئی۔ درجہ کتب میں مولانا محمد اکمل، مولانا غلام مصطفیٰ، مولانا محمد فیصل متین، مولانا وسیم حسن اور مولانا عطاء المنان تدریسی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ جبکہ جناب محمد طیب دہلوی اور جناب محمد یوسف شاد عصری تعلیم کے شعبہ میں آٹھویں، نویں اور دسویں جماعت کا نصاب پڑھا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس مرکزِ علم کو ترقیوں سے ہم کنار کرے۔ (آمین)

اسوۂ حسنہ پر عمل کیے بغیر اللہ راضی نہیں ہوتا (سید عطاء المہیمن بخاری)

چشتیاں (۲۳راکتوبر) مجلس احرار اسلام پاکستان کے امیر سید عطاء المہیمن بخاری نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام ایمان والوں کو حضور نبی خاتم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت وکردار (اسوۂ حسنہ) کو اپنانے اور اُس پر سختی سے عمل کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ اس کے بغیر ایمان مکمل ہوتا ہے نہ اللہ راضی ہوتا ہے۔ وہ جامع مسجد عثمانیہ میں سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عنوان پر مجلس احرارِ اسلام کے زیر اہتمام منعقدہ اجتماع سے خطاب کر رہے تھے۔ انھوں نے کہا کہ عقیدۂ توحید وختم نبوت کی حفاظت اور کی اس کی تبلیغ ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے۔ مسلمان اپنے عقائد، عبادات اور معاملات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی اور کامل اتباع وفرماں برداری کر کے ہی دنیا وآخرت میں کامیابی حاصل کر سکتے ہیں۔ جلسہ سے مجلس احرار اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ، عالمی ختم نبوت اکیڈمی لندن کے ڈائریکٹر جناب عبدالرحمٰن باوا اور مجلس احرار اسلام کے رہنما مولانا عبدالنعیم نعمانی نے بھی خطاب کیا۔ مجلس احرار اسلام چشتیاں کے امیر قاری عطاء اللہ صاحب نے جلسہ کے تمام انتظامات کی نگرانی کی۔

تمام مسلمانوں کو قادیانی فتنہ کے خاتمہ کے لیے متحد ہونے کی اشد ضرورت ہے (عبدالرحمٰن باوا)

بورے والا (۲۳راکتوبر) عالمی ختم نبوت اکیڈمی لندن کے ڈائریکٹر عبدالرحمٰن باوا نے مجلس احرار اسلام بورے والا کے امیر مولانا عبدالنعیم نعمانی کی رہائش گاہ پر مقامی صحافیوں سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ پیپلز پارٹی کے چیئرمین ذوالفقار علی بھٹو مرحوم نے تو مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا تھا جبکہ اب پیپلز پارٹی مسئلہ ختم نبوت کے متعلق اپنی پالیسی تبدیل کر چکی ہے۔ قادیانی پوری دنیا میں اسلام کا ٹائٹل آزادانہ استعمال کر رہے ہیں اور مسلمانوں کے حقوق غصب کر رہے ہیں اور پراپیگنڈہ کیا جا رہا ہے کہ قادیانیوں کے ساتھ ظلم ہو رہا ہے۔ انھوں نے کہا کہ اس وقت تمام مسلمانوں کو قادیانی فتنہ کے خاتمہ کے لیے متحد ہونے کی ضرورت ہے۔ مجلس احرار اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا کہ ۱۹راکتوبر کو لاہور میں متحدہ تحریک ختم نبوت رابطہ کمیٹی قائم کر دی گئی ہے جو کہ قادیانیوں اور ان کو پناہ دینے والے حلقوں کا تعاقب کرے گی۔ انھوں نے کہا کہ اس بات کا انکشاف بھی ہوا ہے کہ اسرائیل کی فوج میں ۶۰۰ قادیانی شامل ہیں اور یہ بات ظاہر ہوگئی ہے کہ صہیونی اور قادیانی

مل کر مسلمانوں کے خلاف گھناؤنی سازشوں میں مصروف ہیں۔ اس موقع پر عبدالشکور، رانا خالد ضیا، محمد نوید، حافظ منصور، حافظ یاسر، حافظ ظہور احمد اور کلیم عبدالرزاق بھی موجود تھے۔

عالمی مبلغ ختم نبوت جناب عبدالرحمٰن باوا کی دارِ بنی ہاشم ملتان میں آمد: (رپورٹ: علی مردان قریشی)

ملتان (۲۴؍اکتوبر) عالمی ختم نبوت اکیڈمی لندن کے ڈائریکٹر مولانا عبدالرحمٰن باوا قائدِ احرار ابن امیر شریعت سید عطاء المہیمن بخاری کی دعوت پر ملتان تشریف لائے۔ مجلس احرار اسلام اور تحریک طلباء اسلام ملتان کے ارکان نے آپ سے ملاقات کی۔ عبدالرحمٰن باوا نے طلباء سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ آج قادیانی انفرادی اور اجتماعی طور پر کفر وارتداد کے فروغ کے لیے سرگرمِ عمل ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ طلباء عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے بھرپور کردار ادا کریں اور تعلیمی اداروں میں تحریک ختم نبوت کی اہمیت وافادیت سے طلباء کو آشنا کیا جائے۔ بعدازاں اجتماعِ جمعہ سے خطاب کرتے ہوئے انھوں نے کہا کہ حکومت قادیانیوں سے متعلق قوانین پر عمل درآمد یقینی بنائے۔ قادیانی اسرائیلی فوج میں بھرتی ہوکر پاکستان کی جاسوسی کررہے ہیں۔ قانونِ امتناعِ قادیانیت کے نفاذ کو مؤثر بنایا جائے۔ انھوں نے کہا کہ ذوالفقار علی بھٹو مرحوم نے پارلیمنٹ سے متفقہ طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوایا تھا۔ یہ اُن کا شاندار اور تاریخی کارنامہ تھا۔ پیپلز پارٹی کی حکومت کا فرض ہے کہ وہ پارلیمنٹ کی منظور شدہ اس قراردادِ اقلیت کا نہ صرف تحفظ کرے بلکہ اس کا نفاذ یقینی بنائے۔ عبدالرحمٰن باوا نے کہا کہ عالمی استعمار پارلیمنٹ کے اس فیصلے کو تبدیل کرانے اور اُسے سبوتاژ کرنے کی سازش کررہا ہے۔ انھوں نے کہا کہ حکومت کے کلیدی عہدوں پر قابض قادیانی ملک کی سلامتی کو نقصان پہنچا رہے ہیں۔ پاکستان میں ہونے والی دہشت گردی کے پس منظر میں قادیانی متحرک ہیں۔ ننکانہ میں قادیانیوں نے دہشت گردی کرکے ایک مسلمان نوجوان عبدالمالک کو شہید کردیا جبکہ پولیس قاتلوں کو گرفتار نہیں کررہی۔ ایک اشتہاری ملزم کو جھوٹا ملزم بناکر بعد میں اُسے فرار کرادیا۔ اس طرح عبدالمالک شہید کیس خراب کردیا ہے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب خصوصی توجہ دے کر عبدالمالک شہید کے قاتلوں کو گرفتار کرائیں۔ عبدالرحمٰن باوا نے کہا کہ اسرائیلی فوج میں چھ سو سے زائد پاکستانی قادیانی ملازم ہیں جو ملک کی سلامتی سے متعلق اہم قومی راز انھیں فراہم کررہے ہیں۔ انھوں نے کہا کہ مصورِ پاکستان علامہ اقبال نے سچ فرمایا تھا کہ ''قادیانی اسلام اور وطن دونوں کے غدار ہیں''۔ عبدالرحمٰن باوا نے اپیل کی کہ عوام قادیانی سرگرمیوں پر گہری نظر رکھیں۔ یہ عصر حاضر میں اسلام کے خلاف سب سے بڑا فتنہ ہے۔ عوام، اسلام کے نام پر کفر وارتداد کی تبلیغ کی سازشیں ناکام بنادیں۔ اجتماع سے مجلس احرار اسلام کے ڈپٹی سیکرٹری جنرل سید محمد کفیل بخاری نے بھی خطاب کیا۔ انھوں نے کہا کہ قادیانی ملک کے اقتدار پر مسلط ہوکر امریکی سامراج کے پاکستان پر قبضے اور اسرائیل کے پاکستان دشمن عزائم کی تکمیل کے لیے راہ ہموار کررہے ہیں۔ عنقریب ملک کی دینی جماعتوں کے ایک اہم اجلاس میں قادیانیوں کی سرگرمیوں کی روک تھام کے لیے لائحہ عمل تیار کیا جائے گا۔

اجتماعِ جمعہ کے بعد کارکنانِ احرار سے ملاقات میں عبدالرحمٰن باوا نے برطانیہ میں تحریک ختم نبوت کے کام کے بارے میں بتایا۔ اس کے بعد باوا صاحب کراچی کے لیے روانہ ہوگئے۔ تحریک طلباء اسلام ملتان کے امیر علی مردان قریشی اور ناظم نشریات سید عطاء المنان بخاری اور مجلس احرار اسلام چیچہ وطنی کے کارکن محمد معاویہ رضوان نے ملتان ائرپورٹ پر انھیں الوداع کیا۔

''متحدہ تحریک ختم نبوت رابطہ کمیٹی'' کا اعلان کردیا گیا
عبداللطیف خالد چیمہ کمیٹی کے عارضی کنوینر ہوں، نومبر کے وسط میں باضابطہ نظم کا اعلان کیا جائے۔

(رپورٹ: سید رمیزالدین احمد)

تحریک ختم نبوت کے سلسلہ میں ۱۹؍ اکتوبر ۲۰۰۸ء کو دفتر احرار لاہور میں قائدِ احرار سید عطاء المہیمن بخاری کی صدارت میں منعقد ہونے والے مختلف مکاتبِ فکر کے علماء کرام اور دینی رہنماؤں کے مشترکہ اجلاس، جس میں ''متحدہ تحریک ختم نبوت رابطہ کمیٹی'' کے قیام کا فیصلہ کیا گیا تھا، اس کے ناموں کا اعلان کر دیا گیا ہے۔ ۱۹؍ اکتوبر کے مشترکہ اجلاس کے داعی مولانا زاہد الراشدی، مولانا محمد الیاس چنیوٹی اور عبداللطیف خالد چیمہ نے مختلف دینی جماعتوں کے ساتھ مشاورت کے بعد مندرجہ ذیل ۱۶ رکنی رابطہ کمیٹی کا اعلان کیا ہے۔

(۱)	مولانا زاہد الراشدی	[پاکستان شریعت کونسل]
(۲)	مولانا محمد الیاس چنیوٹی	[انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ]
(۳)	عبداللطیف خالد چیمہ	[مجلس احرار اسلام]
(۵)	فرید احمد پراچہ	[جماعتِ اسلامی]
(۴)	قاری زوار بہادر	[جمعیت علماء پاکستان (نورانی)]
(۶)	سردار محمد خان لغاری	[جمعیت علماء پاکستان (فضل کریم)]
(۷)	مولانا محمد عمر حیات	[عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت]
(۱۰)	مولانا سیف الدین سیف	[جمعیت علماء اسلام (ف]
(۸)	مولانا عبدالرؤف فاروقی	[جمعیت علماء اسلام (س)]
(۹)	رانا محمد شفیق خان پسروری	[مرکزی جمعیت اہل حدیث]
(۱۴)	محمد نعیم بادشاہ	[متحدہ جمعیت اہل حدیث]
(۱۱)	مولانا شمس الرحمٰن معاویہ	[اہل سنت والجماعت]
(۱۲)	مرزا محمد ایوب بیگ	[تنظیم اسلامی]
(۱۳)	مولانا حق نواز خالد	[جمعیت علماء اسلام سینئرز]
(۱۵)	محمد متین خالد	[لاہور]
(۱۶)	مولانا عبدالقدوس محمدی	[آزاد کشمیر]

رابطہ کمیٹی کے باقاعدہ نظم کے قیام تک مجلس احرار اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ اس کے کنوینر ہوں گے۔ متحدہ تحریک ختم نبوت رابطہ کمیٹی اندرون وبیرون ملک عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور قادیانیوں کی سرگرمیوں کے تعاقب کے ساتھ ساتھ قادیانیوں کے بارے میں پارلیمنٹ کے دستوری فیصلے کے خلاف سازشوں کے سدباب کے لیے کام کرے گی اور نومبر کے وسط میں ایک باضابطہ اجلاس بلا کر تفصیلی پروگرام کا اعلان کیا جائے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

ادارہ

مسافرانِ آخرت

حضرت مولانا فیض احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ:

جامعہ خیر المدارس ملتان کے استاذ الحدیث حضرت مولانا فیض احمد صاحب نوراللہ مرقدہ (مہتمم مدرسہ امداد العلوم ملتان) ۲۵ رمضان المبارک ۱۴۲۹ھ مطابق ۲۶ ستمبر ۲۰۰۸ء بروز جمعۃ المبارک تین بجے سہ پہر طویل علالت کے بعد انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حضرت مولانا فیض احمد رحمۃ اللہ علیہ موضع ''ککری''، تحصیل میلسی ضلع وہاڑی کے رہنے والے تھے۔ جامعہ خیر المدارس کے قابل فخر فرزند اور ایک متبحر عالم دین تھے۔ جامعہ خیر المدارس میں تدریس کا آغاز کیا۔ پھر جامعہ قاسم العلوم ملتان کے شیخ الحدیث اور مہتمم رہے۔ اب کئی برسوں سے جامعہ خیر المدارس میں ہی استاذِ حدیث کے منصب پر فائز تھے۔ ابن امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمہ اللہ اور حضرت پیرجی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ کے استاذ تھے۔ اُن کی ہمہ جہت زندگی اتباعِ سنت کا نمونہ کامل، متقی، درویش، وضع دار، کم گو اور خوش خلق انسان تھے۔ تجارت کو سنت سمجھ کر اختیار کیا۔ مکتبہ حقانیہ کے نام خوش نام سے دینی کتابوں کی اشاعت اور تجارت کر کے رزقِ حلال کمایا۔ حدیث وفقہ کی درسی کتابوں کے نہایت علمی حواشی لکھے اور تحقیق کے میدان میں اپنی خداداد صلاحیتوں کو منوایا۔ اپنی اولاد کو بھی قرآن وحدیث کا عالم بنایا اور حلال خوری کا سبق پڑھایا۔ آپ کی نمازِ جنازہ ۲۶ رمضان المبارک بروز ہفتہ صبح ۹ بجے جامعہ خیر المدارس میں ادا کی گئی، جس میں علماء ومشائخ، حفاظ وقراء، دینی طلباء، مختلف شہروں سے آئے ہوئے آپ کے شاگردوں، عام شہریوں اور ہر طبقہ کے افراد نے شرکت کی سعادت حاصل کی۔ اللہ تعالیٰ اُن کے درجات بلند فرمائے اور اعلیٰ علیین میں جگہ عطاء فرمائے۔ (آمین)

حاجی جلال الدین مرحوم:

مجلس احرار اسلام ملتان کے قدیم کارکن جناب محمد یوسف باوا کے والد ماجد اور حافظ محمد علی صاحب کے نانا حاجی جلال الدین صاحب ۱۴ اکتوبر ۲۰۰۸ء کو طویل علالت کے بعد ملتان میں انتقال کر گئے۔ مرحوم کی عمر تقریباً نوے برس تھی۔ حاجی صاحب مرحوم جانشین امیر شریعت حضرت مولانا سید ابوذر بخاری نوراللہ مرقدہ کے عقیدت منداور آپ کے دروسِ قرآن کے حاضر باش سامع تھے۔ مرحوم کی نمازِ جنازہ ابن امیر شریعت حضرت پیرجی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ نے پڑھائی۔ حق تعالیٰ اُن کی مغفرت فرمائیں۔ (آمین)

☆ حضرت پیرجی سید عطاء المہیمن بخاری کے رفیق سفر اور گاڑی کے ڈرائیور سعید احمد راں کی والدہ صاحبہ گزشتہ ماہ انتقال کر گئیں۔

☆ محترم محمد وسیم (۱۱/۶۔ ایل، چیچہ وطنی) کے والد گرامی غلام سرور گزشتہ ماہ انتقال کر گئے۔

☆ مجلس احرار اسلام احمد پور شرقیہ کے سابق امیر مولانا عطاء الرحمٰن ۲۵ اکتوبر ۲۰۰۸ء کو انتقال کر گئے

☆ قبولہ سے تعلق رکھنے والے محترم قاری محمد اشرف (صدر مدرس، مدرسہ رحیمیہ، چک نمبر ۴۲/۱۲۔ ایل چیچہ وطنی) کے جواں سال فرزند حافظ محمد اسلم جو ذیابیطس کے مریض تھے۔ ۱۴ اکتوبر کو انتقال کر گئے۔

قارئین سے درخواست ہے کہ تمام مرحومین کے لیے ایصالِ ثواب اور دعاء مغفرت کا اہتمام فرمائیں۔ حق تعالیٰ سب کی مغفرت اور پسماندگان کو صبر جمیل عطاء فرمائے۔ (آمین)

نئی کتابیں

سیّدی وابی

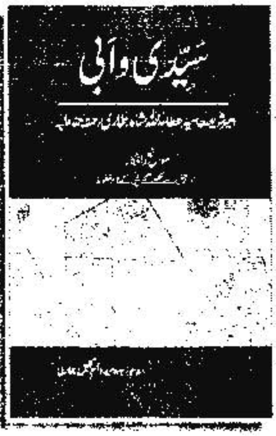

حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ
کے سوانح وافکار اور جیل سے لکھے گئے بیٹی کے نام خطوط

*****

تاریخی واقعات، ذاتی یادداشتیں، عظیم شخصیات کا تذکرہ
ایک عظیم بیٹی کا اپنے عظیم باپ کو خراج تحسین

قیمت:-/250 روپے

مصنفہ

بنت امیر شریعت سیدہ اُم کفیل بخاری مدظلہا

تحریکِ آزادی کے عظیم رہنما، فدائے احرار

مولانا محمد گل شیر شہید رحمۃ اللہ علیہ

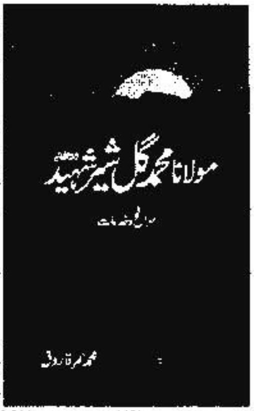

قیمت:-/250 روپے

مؤلف

ڈاکٹر محمد عمر فاروق

کراچی میں ملنے کا پتا

مفتی ہارون مطیع اللہ

D-301، ارم اپارٹمنٹس بلاک 17

گلشن اقبال، کراچی 0300-2161105

رابطہ بخاری اکیڈمی دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان 061 - 4511961 0300-8020384

کھانسی، نزلہ، زکام
کسی موسم یا کسی وقت کے پابند نہیں

ہمدرد کی مجرّب دوائیں ان کا علاج بھی ہیں اور ان سے محفوظ رہنے کی مؤثر تدبیر بھی

سُعالین

مُفید جڑی بوٹیوں سے تیار کردہ سُعالین، گلے کی خراش اور کھانسی کا آسان اور مؤثر علاج۔ آپ گھر میں ہوں یا گھر سے باہر، سرد و خشک موسم یا گرد و غبار کے سبب گلے میں خراش محسوس ہو تو فوراً سُعالین لیجیے۔ سُعالین کا باقاعدہ استعمال گلے کی خراش اور کھانسی سے محفوظ رکھتا ہے۔

جوشینا

تیار جوشاندہ

نزلہ، زکام، فلو اور اُن کی وجہ سے ہونے والے بخار کا آزمودہ علاج۔
جوشینا کا روزانہ استعمال موسم کی تبدیلی اور فضائی آلودگی کے مُضر اثرات بھی دُور کرتا ہے۔
جوشینا بند ناک کو فوراً کھول دیتی ہے۔

لعوق سپستاں

نزلے زکام میں سینے پر بلغم جم جانے سے شدید کھانسی کی تکلیف طبیعت نڈھال کر دیتی ہے۔
اس صورت میں صدیوں سے آزمودہ ہمدرد کا لعوق سپستاں، خشک بلغم کے اخراج اور شدید کھانسی سے نجات کا مؤثر ذریعہ ہے۔

ہر موسم میں، ہر عمر کے لیے

صُدوری

مؤثر جڑی بوٹیوں سے تیار کردہ خوش ذائقہ شربت۔ خشک اور بلغمی کھانسی کا بہترین علاج۔ صدوری سانس کی نالیوں سے بلغم خارج کر کے سینے کی جکڑن سے نجات دلاتی ہے اور پھیپھڑوں کی کارکردگی کو بہتر بناتی ہے۔ بچّوں، بڑوں سب کے لیے یکساں مُفید۔

شوگر فری صُدوری بھی دستیاب ہے۔

سُعالین، جوشینا، لعوق سپستاں، صُدوری۔ ہر گھر کے لیے بے حد ضروری

ہمدرد

مدینۃ الحکمۃ تعلیم، سائنس اور ثقافت کا عالمی منصوبہ۔
آپ ہمدرد دوست ہیں۔ اعتماد کے ساتھ مصنوعات ہمدرد خریدتے ہیں۔ جائز منافع بین الاقوامی شہر علم و حکمت کی تعمیر میں لگ رہا ہے۔ اس کی تعمیر میں آپ بھی شریک ہیں۔

ہمدرد کے متعلق مزید معلومات کے لیے ویب سائٹ ملاحظہ کیجیے:
www.hamdard.com.pk

Adarts-S.I.I.S-1/2007

بیاد مجدد بنی ہاشم سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ـــــ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

جامعہ بستانِ عائشہ

کی تعمیر شروع ہے

بانی
سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ
قائم شدہ
1989

دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

فی کمرہ لاگت
3,00,000
(تین لاکھ روپے)

مخیر حضرات

نقد رقوم، اینٹیں، سیمنٹ
سریا، بجری اور دیگر سامانِ تعمیر
دے کر جامعہ کے ساتھ

تعاون فرمائیں

تخمینہ
30,00,000
(تیس لاکھ روپے)

★ 1989ء میں دارِ بنی ہاشم کے رہائشی مکان میں ایک معلّمہ سے بچیوں کی دینی تعلیم کا آغاز کیا گیا۔

★ مدرسہ میں شعبہ حفظ و ناظرہ، ترجمۂ قرآن و تفسیر اور فقہ کی تعلیم جاری ہے

نوٹ

اپنے عطیات، زکوٰۃ و صدقات جلد از جلد عنایت فرما کر عنداللہ ماجور ہوں تاکہ جامعہ کا تعلیمی سلسلہ بغیر کسی رکاوٹ کے جاری رہ سکے۔ (جزاکم اللہ خیر)

رابطہ
061 - 4511961
0300-6326621

ترسیلِ زر
بذریعہ بینک: چیک یا ڈرافٹ بنام سید محمد کفیل بخاری مدرسہ معمورہ
کرنٹ اکاؤنٹ نمبر 3017-2 یو بی ایل کچہری روڈ ملتان
بذریعہ آن لائن: 010-3017-2 بینک کوڈ: 0165

الداعی الی الخیر
مہتمم
ابن امیر شریعت سید عطاء المہیمن بخاری جامعہ بستانِ عائشہ ملتان

Designed by
0300-7345096